COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PDFBOOKSFREE.PK

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

نیا مکتبہ اقرا

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی
کے پانچ ہزار سالہ سفر کی سنسنی خیز داستان

عنبر انگوٹھی میں اُتر گیا

اے۔حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قیمت -/۶ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

باراول ——— ۱۹۸۳ء
ناشر: نیا مکتبہ اقرأ ۳۰ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور
طابع: الفرید پرنٹرز، لاہور

پیارے دوستو!

اس بار عنبر ایک عجیب مگر دلچسپ مصیبت میں پھنس جاتا ہے۔ وہ ناگ اور خلائی لڑکی کیٹی کے ساتھ دریا کے ساتھ ساتھ ایک گاؤں سے گزرتا ہے کہ ایک عورت اور اس کے بچے عنبر کو ابا ابا کہہ کر چمٹ جاتے ہیں۔ ایسا ہوتا ہے کہ اس عورت کا خاوند دو سال سے گُم ہے اور عنبر کی شکل اس کے خاوند سے ہو بہو ملتی ہے۔ وہ اسے اپنا خاوند اور بچے اسے اپنا باپ سمجھ کر اس سے لپٹ جاتے ہیں۔ ناگ اور کیٹی مسکرانے لگتے ہیں کہ دیکھتے ہیں عنبر اب کیا کرتا ہے۔ عنبر فیصلہ کرتا ہے کہ وہ بچوں کی خوشی اور ان کے مستقبل کے لئے اس وقت تک ان کے پاس رہے گا اور باپ کی محبت دے گا، جب تک کہ وہ بڑے ہو کر خود اپنے پاؤں پر کھڑے نہیں ہو جاتے۔ اس کے بعد ناگ اور کیٹی عنبر کو وہیں گاؤں میں چھوڑ کر آگے روانہ ہو جاتے ہیں۔ عنبر کے ساتھ کیسے کیسے مزے دار واقعات ہوتے ہیں اور ناگ اور کیٹی آگے جا کر کس طرح ماریا کے پاس پہنچتے ہیں۔ یہ آپ خود پڑھیں گے تو زیادہ لطف اٹھائیں گے۔

آپ کا ساتھی

اے حمید

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

PVL
PAKISTAN VIRTUAL LIBRARY
www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

۔ عنبر کی انوکھی مصیبت
۔ بارہ دری کی بدروح
۔ ماریا جادوئی مرتبان میں قید
۔ خونی مندر سے فرار
۔ عنبر انگوٹھی میں اتر گیا

عنبر کی انوکھی مصیبت

خلائی لڑکی کیٹی، عنبر اور ناگ چلے جا رہے تھے۔

دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ جیسا کہ آپ پچھلی قسط میں پڑھ چکے ہیں یہ ۱۸۳۰ء کے زمانے کا دلّی شہر ہے۔ مغل سلطنت کو زوال آ چکا ہے اور انگریزوں نے سارا انتظام خود سنبھال لیا ہے۔ دلّی کے تخت پر شاہ اکبر مغل بادشاہ کو کاٹھ کا پتلا بنا کر بٹھا دیا گیا ہے۔ حکم انگریز کا چلتا ہے۔ تینوں دوست شہر سے نکل کر دریا کی طرف جانے والی سڑک پر جا رہے ہیں۔ وہ ماریا کی تلاش میں ہیں۔ انہیں کیٹی نے بتا دیا تھا کہ ماریا آج سے اڑھائی تین ہزار سال تاریخ میں پیچھے کے زمانے میں ہے۔ اب وہ بھی ۱۸۳۰ء کے زمانے سے چھلانگ لگا کر اڑھائی ہزار سال پیچھے جانا چاہتے ہیں مگر اپنی مرضی سے ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ یہی سوچتے چلے جا رہے ہیں کہ پیچھے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے زمانے میں کس طرح چلا جائے کہ ماریا کو تلاش کیا جائے ۔ وہ ایک چھوٹے سے گاؤں سے گزرتے ہیں ۔ خلائی لڑکی کیٹی نے اپنی چوکور آنکھوں کو عام لوگوں سے چھپانے کے لئے آنکھوں کے آگے باریک ململ ایسے کپڑے کا پلو کر رکھا ہے ۔ انہیں گھوڑے چاہئیں کیونکہ وہ پیدل سفر نہیں کر سکتے ۔

عنبر نے کہا ۔ "کیوں نہ اس گاؤں میں چل کر دو تین گھوڑوں کا بندوبست کیا جائے ۔"

"اچھا خیال ہے ۔" ناگ نے کہا ۔

کیٹی نے کہا ۔ "مجھے تو یہ کمہاروں کا گاؤں لگتا ہے ۔ مٹی کے برتن دھوپ میں سکھانے کو پڑے ہیں ۔"

عنبر بولا ۔ "مجھے کچھ گھوڑے بھی نظر آ رہے ہیں ۔ میرا خیال ہے اگر ہم انہیں کچھ پیسے زیادہ دے دیں تو یہ گھوڑے ہمارے آگے بیچ دیں گے ۔"

وہ گاؤں میں داخل ہو گئے ۔ انہوں نے ایک جوان عورت کو دیکھا کہ اپنے دو کم سن بچوں کے ساتھ ایک جگہ بیٹھی برتن بنانے کے لئے مٹی کی گھانی میں

پانی ڈال رہی تھی ۔ یہ تینوں دوست اس کی طرف آ گئے ۔

ناگ نے کہا ۔ "کیوں بہن ! یہاں سے ہمیں کچھ گھوڑے مل جائیں گے ۔ ہم ان کے دام ادا کر دیں گے ۔"

جوان عورت خوبصورت بھی تھی ۔ اس نے ان لوگوں کو دیکھا اور ابھی کچھ کہنے ہی والی تھی کہ عنبر کو دیکھ کر ٹھٹھک گئی اور پھر خوشی سے "میرے شرفو! میرے سرتاج تم آ گئے ۔" کہتی ہوئی عنبر کی طرف آئی اور اس سے لپٹ گئی ۔

اس کے دونوں بچے بھی "باباجان ! آپ آ گئے ۔ باباجان آپ ہمیں چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے ۔" کہتے ہوئے عنبر کی ٹانگوں سے لپٹ گئے ۔ وہ سب خوشی سے نہال ہو رہے تھے ۔

عنبر گھبرا گیا ۔ ناگ اور خلائی لڑکی کیٹی بھی حیران ہوئی کہ یہ کیا معاملہ ہے ۔ خوبصورت جوان عورت عنبر کی بلائیں لے رہی تھی ۔

عنبر نے کہا ۔

"میں نے تمہیں نہیں پہچانا بی بی ۔ تم سے غلطی ہوئی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہے۔ میں تمہارا سرتاج نہیں ہوں۔"

عورت نے خوشی سے آوازیں دے کر گاؤں والوں کو بلا لیا۔

"ارے بھائیو آؤ، دیکھو میرا خاوند، میرا سرتاج شرفو پردیس سے واپس آگیا ہے۔ میرا سہاگ سلامت ہے۔"

گاؤں کی عورتیں اور مرد وہاں آگئے۔ وہ سب عنبر سے آگے بڑھ بڑھ کر ملنے لگے۔ بوڑھی عورتوں نے عنبر کو گلے لگا لیا۔

"بیٹا شرفو! تم اپنی بیوی کو چھوڑ کر کہاں چلے گئے تھے؟ اس بے چاری نے تمہارے پیچھے رو رو کر بُرا حال کر لیا تھا۔"

ایک بوڑھا مرد آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر بولا۔

"اے اللہ کریم! تیرا شکر ہے۔ ہماری بیٹی کو اس کا بچھڑا ہوا خاوند پھر سے مل گیا۔"

جوان عورت نے کہا۔ "میرے سرتاج! چلو مکان میں چل کر بیٹھو۔ میں تمہارے لئے بکری کا دودھ لاتی ہوں۔"

اور وہ عورت اور اس کے بچے عنبر کو کھینچتے

ہوئے مکان کی طرف لے گئے۔ گاؤں کے بوڑھے نے ناگ اور کیٹی سے پوچھا۔

"میرے بچو! یہ شرفو تمہیں کہاں سے مل گیا؟ تم نے بڑی نیکی کی جو اسے اس کی بیوی خانم جان کے پاس لے آئے۔ اس بے چاری کا سوائے اس کے خاوند کے دنیا میں اور کوئی نہیں تھا۔ اگر اس کا خاوند نہ آتا تو یہ اپنے بچوں کے ساتھ بھوکی مرجاتی۔"

عنبر پریشان تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ وہ چلّا چلّا کر کہتا رہا کہ میں شرفو نہیں ہوں۔ میرا نام عنبر ہے۔ مگر اس کی بیوی، بچے اور گاؤں کے لوگ بھلا کیسے اس کی بات مان لیتے۔ کیونکہ عنبر کی شکل اس عورت کے خاوند سے ہو بہو ملتی تھی۔ ذرا سا بھی فرق نہیں تھا وہی ناک نقشہ، وہی قد، وہی آنکھیں اور وہی آواز۔ وہی رنگ روپ ——

ناگ اور کیٹی بھی پریشان تھے مگر خاموش تھے اور عنبر کے فیصلے کا انتظار کر رہے تھے کہ وہ کیا کرتا ہے۔

عنبر کو اس کی بیوی خانم جان کمہارنی کچی کوٹھڑی میں لے گئی اور چارپائی پر بچھونا بچھا کر اسے دودھ پینے کو دیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے کہا۔

"بی بی تمہیں بڑی سخت غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں تمہارا خاوند شرفو نہیں ہوں"

دونوں بچے عنبر سے لپٹ لپٹ جا رہے تھے اور بار بار اسے بابا جان! بابا جان! کہہ کر پیار سے بلا رہے تھے۔

خانم جان کمہارنی نے کہا۔

"شرفو! میرے سرتاج! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ کیا تمہاری یادداشت کھو گئی ہے۔ تمہیں یاد نہیں آج سے تین سال پہلے تم گھر سے یہ کہہ شہر گئے تھے کہ برتنوں پر لگانے کے لئے سرسوں کا تیل لینے جا رہے ہو۔ تین سال گزر گئے تمہارا کوئی پتہ نہ چلا۔ کوئی خبر نہ ملی۔ میرا رو رو کر بُرا حال ہو گیا۔ بچے تمہاری یاد میں تڑپتے رہے اور راتوں کو اٹھ اٹھ کر بابا جان۔ بابا جان پکارتے رہے۔ ان کی پکار سُن کر میرا دل پھٹ جاتا تھا۔ تمہیں جگہ جگہ تلاش کیا گیا مگر تم نہ ملے۔ گھر میں فاقے آنے لگے۔ گاؤں والے کب تک میری مدد کرتے۔ میں اکیلی کیسے برتن بنا کر بازار بیچتی اور بچوں کا پیٹ پالتی۔

پھر بھی میں نے ہمت نہ ہاری اور کسی نہ کسی طرح برتن بنا کر بازار لے کر چلی جاتی۔ مگر میری ہمت جواب دے گئی تھی۔ میرا دل ہر وقت روتا رہتا تھا۔ بچے ہر وقت تمہیں یاد کرتے رہتے تھے۔ خدا کا شکر ہے کہ تم آ گئے۔ اور میرے اور بچوں کے دل میں ٹھنڈ پڑی ——"

عنبر خاموش تھا۔ وہ سارا معاملہ سمجھ گیا تھا۔ اس کمہاری جوان عورت خانم جان کا خاوند شرفو اسے چھوڑ کر کہیں چلا گیا تھا اور عنبر کی شکل اس کے خاوند سے ہو بہو ملتی تھی۔ وہ عجیب مشکل میں پھنس گیا تھا۔ اگر اس عورت کو چھوڑ دے تو غم سے اس کا اور اس کے بچوں کا بُرا حال ہو جائے گا۔ ہو سکتا ہے وہ زندہ نہ بچیں اور اگر وہاں اس عورت کا خاوند اور اس کے بچوں کا باپ بن کر رہ جاتا ہے تو کیٹی اور ناگ کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا فیصلہ کرے۔ وہ اٹھ کر باہر آ گیا۔ باہر خلائی لڑکی کیٹی اور ناگ اس کا انتظار کر رہے تھے۔

ناگ نے کہا۔ "چلو عنبر بھائی مبارک ہو۔ تمہیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ایک بیوی اور دو بچے مل گئے۔"

کیٹی نے کہا۔ "عنبر بھائی! تم نے ہمیں بتایا ہی نہیں کہ تمہارے بیوی بچے بھی ہیں؟"

وہ عنبر کو مذاق کر رہے تھے۔ عنبر نے گردن کھجاتے ہوئے کہا۔

"دوستو! میں بڑی عجیب الجھن میں پھنس گیا ہوں اس عورت کے خاوند سے میری شکل سو فیصد ملتی ہے۔ اور وہ اسے چھوڑ کر بھاگ گیا ہے بدبخت۔ اب اگر میں ان کو چھوڑ جاتا ہوں تو عورت اور بچوں کا دل ٹوٹ جائے گا۔"

ناگ نے کہا۔ "تو پھر کیا ارادہ ہے تمہارا عنبر بھائی؟"

عنبر نے کہا۔ "یہی سوچ رہا ہوں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "میرا تو خیال ہے کہ ایک غریب اور بے کس عورت کے دل کو توڑنا اور اس کے گھر کو برباد کرنا اچھا نہیں ہے۔"

عنبر بولا۔ "اس خیال نے میرے پیروں میں زنجیر ڈال دی ہے۔"

عنبر کچھ سوچ رہا تھا۔ اتنے میں مکان کے اندر

سے اس کے بچوں نے آواز دی۔

"بابا جان! امی بلا رہی ہیں۔"

ناگ مسکرا کر بولا۔ "جاؤ عنبر بھائی تمہارے بچوں کی امی بلا رہی ہے۔"

عنبر نے فیصلہ کر لیا اور سر اٹھا کر بولا۔

"میں نے اس عورت کا خاوند اور اس کے بچوں کا باپ بن کر یہاں رہنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ لیکن میں صرف اس وقت تک یہاں رہوں گا جب تک کہ اس کے دونوں لڑکے جوان نہیں ہو جاتے۔ جب وہ بڑے ہو کر خود کمانے اور ماں کی خدمت کرنے کے لائق ہو جائیں گے تو میں یہاں سے چلا جاؤں گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "بڑا اچھا خیال ہے عنبر بھیا! لیکن تم ہم سے جدا ہو جاؤ گے۔"

ناگ بولا۔ "تمہاری جدائی ہم کیسے برداشت کریں گے۔ اور پھر نہ جانے دس گیارہ سال بعد جب تم یہاں سے نکلو تو ہم کس ملک میں ہوں۔ کس زمانے میں ہوں اور ہماری تمہاری ملاقات کس طرح ممکن ہو۔"

عنبر نے کہا۔ "ہم تو صدیوں کے مسافر ہیں ناگ بھیا! اور تاریخ کے ویرانوں میں بھٹکتے پھر رہے ہیں۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کبھی بچھڑ جاتے ہیں اور کبھی حالات ہمیں خود بخود ملا دیتے ہیں ۔ دس گیارہ سال یونہی گذر جائیں گے ۔ اور اس کمہاری کے بچے جوان ہو کر خود کام کرنے لگیں گے ۔ پھر میں کسی نہ کسی طرح یہاں سے نکل کر تمہیں تلاش کر لوں گا ۔ اب تم جاؤ ۔ خدا حافظ ۔ ماریا اگر ملے تو اسے ساری بات بتا دینا اور میرا سلام کہنا ۔"

عنبر کے بچوں نے ایک بار پھر آواز دی ۔ عنبر نے ہاتھ اٹھا کر کہا ۔

"آیا میرے بچو !"

اور ناگ اور کیٹی سے ہاتھ ملا کر بچوں کے پاس چلا گیا ۔ اس کی بیوی خانم جان مکان سے باہر نکل آئی اور عنبر سے لپٹ گئی ۔

"خدا کا شکر ہے تمہاری یادداشت واپس لوٹ آئی اور تم نے اپنے بچوں کو میرے بچے کہہ کر پکارا ۔ میں تو ڈر ہی گئی تھی کہ خدا جانے تمہاری یادداشت کو کیا ہو گیا ہے کہ تم اپنے بیوی بچوں کو بھی نہیں پہچانتے ۔"

عنبر نے ٹھنڈا سانس بھرا اور چہرے پر زبردستی

مسکراہٹ لاتے ہوئے کہا ۔

"خانم جان ! مجھے معاف کر دو ۔ میری یادداشت کھو گئی تھی ۔ جس کی وجہ سے تمہیں نہ پہچان سکا ۔ اب واپس آ گئی ہے ۔"

اور عنبر نے بچوں کو گلے لگا لیا ۔

اُدھر ناگ اور کیٹی گاؤں سے نکل کر ایک کچی سڑک پر چلے جا رہے تھے کہ اچانک کیٹی نے کہا ۔

"ارے ناگ بھائی ! ہم گھوڑے خریدنا تو بھول ہی گئے ؟"

ناگ بولا ۔ "خدا کے لئے اب اس گاؤں میں واپس جانے کا خیال نہ کرو ۔ کیونکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی دوسری عورت میرے سرتاج کہتی ہوئی مجھ سے چمٹ جائے ۔"

کیٹی ہنسنے لگی ۔ "تو پھر چلو دونوں چڑیا بن کر اڑنا شروع کرتے ہیں ۔ اب تو میں بھی چٹکی بجا کر جو چاہے بن سکتی ہوں ۔"

ناگ نے مسکراتے ہوئے مذاق سے کہا ۔

"میرا تو خیال ہے کہ تم چٹکی بجا کر گھوڑا بن جاؤ تاکہ میں تم پر سوار ہو کر آرام سے سفر کر سکوں ۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے بھی جواب دیا۔

" اور تم ناگ بھیا ہاتھی کیوں نہیں بن جاتے کہ میں تمہارے سر پر بیٹھ کر مزے سے ہونٹے لیتی ہوئی سفر کروں۔"

دونوں ہنس پڑے۔ ناگ نے کہا۔

" کیٹی بہن! مجھے عنبر کے یوں بچھڑ جانے کا افسوس ہے۔"

کیٹی نے کہا۔" افسوس تو مجھے بھی بہت ہے۔ مگر یہ ایک انسانی معاملہ تھا۔ ایک عورت اور اس کے بچوں کے مستقبل اور ان کی زندگیوں کا معاملہ تھا۔ میں تو سمجھتی ہوں کہ عنبر نے وہاں ٹھہرنے کا فیصلہ کر کے بڑا انسانی اور نیکی کا کام کیا ہے۔"

ناگ بولا۔" وہ تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن سوچتا ہوں کہ ہم اس گاؤں میں کیوں چلے گئے۔ نہ اس گاؤں میں جاتے اور نہ عنبر ہم سے جدا ہوتا۔"

کیٹی بولی۔" میں اگرچہ خلاؤں کی دنیا کی رہنے والی ہوں لیکن اتنا مجھے معلوم ہے کہ تقدیر میں جو لکھا ہوا ہوتا ہے ہو کر رہتا ہے۔"

ناگ نے آہ بھری اور بولا۔" اچھا عنبر بھائی! خدا نے

چاہا تو کہیں نہ کہیں پھر سے ضرور ملیں گے۔"

کیٹی کہنے لگی۔" اب کیا ارادے ہیں؟"

" کس بات کے؟"

" وہ گھوڑوں کے بارے میں؟ میرا تو جی چاہتا ہے کہ چڑیا بن کر ہوا میں اڑنے کی بجائے گھوڑوں پر مزے سے سفر کیا جائے۔ کیونکہ ہمیں کچھ معلوم نہیں کہ ابھی ہمیں کتنی دیر تک کتنی مدت تک اس طرح جنگلوں، دریاؤں اور صحراؤں میں در بدر سفر کرنا ہوگا۔"

ناگ نے کہا۔" تو چلو کسی دوسرے گاؤں چل کر دو گھوڑے خرید لیتے ہیں۔ آگے کوئی نہ کوئی گاؤں تو آئے گا ہی۔"

اس طرح سفر کرتے کرتے ناگ اور کیٹی دریا کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں گھاٹ پر پار جانے کے لئے ایک بڑی سی کشتی تیار کھڑی تھی۔ ملاح ایک ایک دمڑی لے کر مسافروں کو اس میں سوار کرا رہا تھا۔ ناگ نے بھی اپنی اور کیٹی کی ٹکٹ کی ایک ایک دمڑی دی اور کشتی میں سوار ہو گئے۔ کشتی دریا کے پرلے کنارے کی طرف روانہ ہو گئی۔

کشتی مسافروں سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی۔ ان میں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عورتیں، بچے اور بوڑھے مرد بھی تھے۔ سب غریب کسان لوگ تھے جو دریا پار جا رہے تھے۔ ان میں ایک کالا بھجنگ سرخ خونی آنکھوں والا سادھو بھی بیٹھا تھا۔ اس نے تن پر صرف ایک لنگوٹ باندھ رکھا تھا اور لمبے لمبے بال شانوں پر چھوڑ رکھے تھے۔ وہ شکل سے ہی بڑا جلاد لگ رہا تھا۔ جب کشتی بیچ دریا میں پہنچی تو سادھو نے ترشول والا بازو اٹھا کر نعرہ لگا۔

"اولکھ نرنجن! سب لوگ میرے کشکول میں ایک ایک روپیہ ڈال دو نہیں تو میں ایسی بد دعا دوں گا کہ یہ کشتی تم سب کو لے کر دریا میں ڈوب جائے گی۔ میں ہوا میں اڑ جاؤں گا اور تم سب ڈوب جاؤ گے۔ اولکھ نرنجن! جلدی کرو۔"

یہ سننا تھا کہ غریب مسافروں میں کھلبلی مچ گئی۔ ان بے چاروں کے پاس بھلا ایک ایک روپیہ کہاں تھا۔ سادھو لوگوں سے یہ بڑا ڈرتے تھے۔ کیونکہ ان کے عقیدے بڑے کمزور تھے۔ سب سادھو کو لگے ہاتھ جوڑنے اور اس کی منت سماجت کرنے کہ مہاراج ہمیں معاف کر دو اور کشتی کو نہ ڈبوؤ۔ ہمارے پاس ایک ایک روپیہ نہیں ہے۔

سادھو نے ہاتھ اٹھا کر پھر نعرہ لگایا۔

"اولکھ نرنجن! جاؤ ہم نے تمہیں معاف کیا۔ تمہارے پاس جو جو کچھ ہے ہمارے اس کشکول میں ڈال دو۔"

سب مسافر اپنی اپنی جیبیں ٹٹولنے لگے۔ گٹھڑیاں اور پوٹلیاں کھولنے لگے۔ غریب لوگوں کے پاس شہر سے سودا وغیرہ خرید کر جو تھوڑے بہت پیسے بچے تھے انہوں نے کشکول میں ڈالنے شروع کر دیئے۔ بدمعاش سادھو مسکرا رہا تھا۔ کیٹی اور ناگ خاموشی سے یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ جب ناگ کی باری آئی تو سادھو نے کڑک کر کہا۔

"لاؤ جی تمہارے پاس جو کچھ ہے اس میں ڈال دو۔"

ناگ نے کہا۔ "میری جیب میں سونے کی چار اشرفیاں ہیں۔"

سادھو کی آنکھیں کھل گئیں۔ بولا۔

"تو پھر جلدی سے میرے کشکول میں ڈال دو۔ نہیں تو میں اس کشتی کو ڈبو دوں گا۔"

ناگ نے کہا۔ "میں نہیں ڈالوں گا اشرفیاں تمہارے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کشکول میں۔"

سادھو نے غصے سے چہرہ لال کرتے ہوئے گرج دار آواز میں کہا۔

"بچہ! تو اپنے ساتھ ان سب مسافروں کو دریا میں ڈبونا چاہتا ہے کیا؟"

دوسرے مسافر بھی ناگ کی منت کرنے لگے کہ اشرفیاں سادھو کو دے دو، نہیں تو ہم سب مارے جائیں گے۔

ناگ نے سادھو سے کہا۔ "ان سب مسافروں کے پیسے واپس کر دو۔"

سادھو کا تو پارہ ایکدم چڑھ گیا۔ اس نے کڑک کر کہا۔

"میں تمہیں بھسم کرکے رکھ دوں گا۔"

اور پھر سادھو نے اپنی ترشول کو ہوا میں بلند کیا اور منتر پڑھا۔ ترشول کے اوپر سے شعلے نکلنے لگے۔

مسافر ڈر گئے۔ ناگ نے مسافروں سے کہا۔

"اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے رہو۔ تمہیں کچھ نہیں ہو گا۔"

پھر اس نے ایک منتر پڑھ کر ترشول کی طرف پھونکا۔ ترشول کی آگ بجھ گئی۔ سادھو نے غصے میں

آکر ایک اور منتر پڑھا اور ترشول دریا میں پھینک دی۔ دریا میں گرتے ہی ترشول ایک بہت بڑا اژدہا بن گیا۔ ناگ یہی چاہتا تھا۔ اژدہا کا بہت بڑا پھن اوپر کو اٹھا ہوا تھا۔ سادھو نے اژدہا سے کہا۔

"اس گستاخ کو اٹھا کر دریا میں لے جا اور ڈبو دے۔"

ناگ مسکرا رہا تھا۔ کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ اژدہا نے ناگ کو دیکھ لیا ہے اور اس کی حالت خراب ہونے لگی ہے۔ اژدہا کانپ رہا تھا۔ اس نے اپنے سامنے ناگ دیوتا کو دیکھ لیا تھا، پھر اس کی جرأت ہو سکتی تھی کہ وہ اسے اٹھا کر دریا میں ڈبو دے۔ سب مسافروں کے دیکھتے دیکھتے اژدہا نے اپنا پھن سکیڑ کر ناگ کے آگے جھکا دیا۔ مسافر چیخ مار کر پرے پرے ہٹ گئے۔

ناگ نے کہا۔ گھبراؤ نہیں بھائیو! یہ اژدہا تمہیں کچھ نہیں کہے گا۔"

سادھو حیران تھا کہ یہ سب کچھ کیا ہو رہا ہے۔ اس کے اژدہا پر اس کے منتر کا اثر کیوں نہیں ہو رہا؟ اژدہا نے اپنی زبان میں ناگ سے کہا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"تسلیم ناگ دیوتا! اس بد بخت سادھو نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں آپ کو ڈبو دوں۔ اس نے آپ کی شان میں گستاخی کی ہے۔ مجھے حکم دیں کہ میں اس کو کچا چبا کر نگل جاؤں۔"

کیٹی اور دوسرے مسافر یہ تماشہ خاموش نظروں سے دیکھ رہے تھے۔

ناگ نے کہا۔ "ابھی انتظار کرو۔"

ناگ نے سادھو کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اے بد معاش سادھو! بول ان لوگوں کے پیسے واپس کرتا ہے کہ نہیں؟"

سادھو نے ابھی تک ہار نہیں مانی تھی۔ کہنے لگا۔

"میں ان کو ایک پائی بھی واپس نہیں کروں گا۔ تم میری طاقت سے واقف نہیں ہو۔"

اس نے ایک منتر پڑھ کر پھونکا اور اژدھا پانی میں غائب ہو گیا۔ اور اس کی جگہ ایک مگرمچھ منہ کھولے آگے بڑھا۔ بچے اور عورتیں چیخنے لگے۔ ناگ نے سوچا کہ یہ سادھو تو بڑھتا ہی جا رہا ہے۔ اس نے گہرا سانس بھر کر چھوڑا تو اس کے منہ سے آگ کا ایک لمبا شعلہ نکل کر مگرمچھ پر گرا اور مگرمچھ

گھبرا کر پانی کے اندر غائب ہو گیا۔

سادھو نے کہا۔ "تم ہار جاؤ گے۔ میں جانتا ہوں تم جادوگر ہو۔ مگر میری کرامتوں کا مقابلہ نہ کر سکو گے۔"

وہ کوئی منتر پڑھنے لگا۔ ناگ نے کیٹی سے سرگوشی میں کہا۔

"کیٹی! تم نے کرشن بھگوان کی مورتی دیکھی ہے نا؟"

"ہاں۔ کئی مندروں میں دیکھی ہے۔"

"تو پھر کرشن بھگوان بن جاؤ۔"

"ٹھیک ہے۔"

ناگ نے سادھو سے کہا۔

"تم میری کرامتوں کا مقابلہ بعد میں کرنا۔ پہلے میری شاگرد کی طرف دیکھو۔ میں نے تمہارے بھگوان کرشن کو اپنے ساتھ رکھا ہوا ہے۔"

کیٹی نے کرشن مہاراج کی شکل آنکھوں میں لا کر چٹکی بجائی اور سادھو کا منہ منتر پڑھتے پڑھتے کھلے کا کھلا رہ گیا۔ کیونکہ اس کے سامنے بھگوان کرشن کھڑے تھے۔ ان کے چار بازو تھے۔ سر کے گرد چکر تھا اور گلے میں شیش مالا پڑی تھی۔ سادھو کے ہوش

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گم ہو گئے۔

فوراً سجدے میں گر گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا۔

"بھگوان مجھے معاف کر دو۔ مجھ سے غلطی ہو گئی آئندہ میں کبھی مسافروں کو تنگ نہ کیا کروں گا۔"

کیٹی نے بھگوان کرشن کی آواز میں کہا۔

"تم ظالم ہو۔ اور ظالم کو اس کے ظلم کی سزا ضرور ملنی چاہیئے۔"

کشتی میں جو ہندو مسافر تھے وہ بھی سجدے میں گر گئے اور ہاتھ باندھ کر جے سری کرشن بھگوان کی جے کے نعرے بلند کرنے لگے۔ سادھو نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ "بھگوان شما کر دو۔"

کیٹی نے کرشن کی آواز میں پھر کہا۔

"تمہیں معاف نہیں کیا جائے گا۔ میں تمہیں دریا میں پھینک رہا ہوں۔ اگر تمہیں تیرنا آتا ہے تو تیر کر دریا سے نکل جاؤ۔ اگر نہیں آتا تو ڈوب جاؤ۔ تمہاری قسمت۔"

کیٹی کے جسم میں کرشن مہاراج کا روپ دھارنے کی وجہ سے کرشن کی طاقت بھی آگئی تھی۔ کیٹی نے سادھو کی طرف اپنا چکر گھما کر پھینکا۔ چکر نے سادھو

کو کشتی میں سے اٹھایا اور دریا میں پھینک دیا۔ سادھو چیخنے چلانے اور شور مچانے لگا۔

"مجھے تیرنا نہیں آتا۔ مجھے تیرنا نہیں آتا۔ مجھے بچاؤ۔"

کیٹی نے ناگ سے کہا۔ "ناگ! کیا خیال ہے؟"

ناگ نے کہا۔ "ظالم پر رحم کرنا اپنے آپ پر ظلم کرنا ہے۔ اس بدمعاش نے ہزاروں لوگوں کو لوٹا اور تنگ کیا ہے۔ اس کا مر جانا ہی اچھا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔ "اے دریا کی لہرو! اس ٹھگ کو بہا کر لے جاؤ۔"

دریا کی ایک موج اوپر اُٹھی اور سادھو کو اپنے ساتھ بہا کر دریا کے نیچے لے گئی۔ کشتی کے مسافروں میں ان کے پیسے تقسیم کر دیئے گئے۔ کیٹی نے چٹکی بجائی اور پھر اپنی اصلی عورت کی شکل میں واپس آ گئی۔ ہندو مسافروں نے نعرے لگانے شروع کر دیے۔ کیٹی نے اپنی چوکور آنکھوں کو چھپانے کے لئے آنکھوں پر پردہ ڈال رکھا تھا۔

ناگ نے کہا۔ "بھائیو! ہم کوئی اوتار یا جادوگر نہیں ہیں۔ ہم تمہاری طرح کے انسان ہیں۔ صرف خدا نے ہمیں تمہاری مدد کرنے کے لئے طاقت عطا کی تھی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

مگر لوگ بھلا کب ماننے والے تھے۔ انہوں نے ناگ اور کیٹی کے ہاتھوں کو پکڑ پکڑ کر چومنا شروع کر دیا۔ خدا خدا کر کے کشتی کنارے پر لگی۔

ناگ نے کیٹی سے کہا۔ " یہاں سے فوراً بھاگو نہیں تو یہ لوگ عقیدت میں آ کر ہمیں زندہ نہیں چھوڑیں گے پھر ہماری قبروں کی پوجا کریں گے۔"

کیٹی نے کہا۔ " تو پھر ہم دو سفید باز بن کر اڑ جاتے ہیں۔"

"ٹھیک ہے۔ ایک۔ دو۔ تین۔"

کیٹی نے چٹکی بجائی اور ناگ نے گہرا سانس اندر کو کھینچ کر چھوڑا اور لوگوں کی نظروں کے سامنے دیکھتے ہی دیکھتے دونوں دو سفید باز بن کر فضا میں بلند ہوئے اور ان کے سروں کے اوپر ایک چکر لگا کر جنگل کی طرف اڑ گئے۔ لوگ جوش کے ساتھ نعرے لگاتے رہ گئے۔

کیٹی اور ناگ نے خدا کا شکر ادا کیا اور سفید بازوں کی شکل میں ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ نیلے آسمان کی فضاؤں میں پر پھیلائے اڑتے چلے گئے۔ وہ ایک جنگل کے اوپر سے گذر کر میدانوں اور کھیتوں میں

آ گئے۔ یہاں سے آگے سرسبز پہاڑیوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ وہ اڑتے چلے گئے۔ یہ سرسبز پہاڑیاں آگے جا کر بڑے بڑے پہاڑوں میں بدل گئیں۔ ان میں جو پہاڑ سب سے بلند تھے ان پر برف جمی ہوئی تھی۔

ان پہاڑیوں کے درمیان دُور نیچے دریا کے ساتھ ساتھ ایک سڑک چلی گئی تھی جس پر ایک خوبصورت چمکیلی بیل گاڑی جا رہی تھی۔ بیل گاڑی کے ساتھ ساتھ دو چوکیدار تلواریں اٹھائے چل رہے تھے۔

ناگ نے کہا۔ " یہ کوئی شاہی سواری لگتی ہے۔ چلو نیچے چل کر دیکھتے ہیں۔"

دونوں غوطہ لگا کر نیچے سڑک پر آ کر آگے جا کر ایک درخت پر بیٹھ گئے۔ بیل گاڑی ان کے قریب سے گزری تو انہوں نے دیکھا کہ اس کی کھڑکی پر ریشمی پردہ اٹھا ہوا ہے اور اندر ایک خوبصورت شہزادی بیٹھی ہے۔ اس کے سامنے ایک نوکرانی بیٹھی اسے مور کے پروں کا پنکھا جھل رہی ہے۔

ناگ بولا۔ " یہ کوئی مغل شہزادی معلوم ہوتی ہے۔"

کیٹی بولی۔ " بڑی خوبصورت ہے۔"

بیل گاڑی آگے گزر گئی۔ جب گاڑی پہاڑ کے موڑ کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

پیچھے چھپ گئی۔ اور ناگ اور کیٹی اڑنے ہی لگے تھے کہ پیچھے سڑک پر چار گھوڑ سوار آتے دکھائی دیئے۔ گھوڑ سوار درخت کے نیچے سے گزرے تو ناگ اور کیٹی نے ان کی باتیں سنیں۔ ان کی باتوں سے ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ شہزادی کو اغوا کرنے کی نیت سے جا رہے ہیں۔

کیٹی نے کہا۔ "میں اتنی پیاری شہزادی کو ان بدمعاشوں کے ہاتھوں اغوا ہوتے نہیں دیکھ سکتی۔"

ناگ بولا۔ "میرا بھی یہی خیال ہے۔ آؤ۔"

"لیکن ہمیں پرندوں کے روپ میں نہیں جانا چاہیے۔ پرندوں کے روپ میں اگر انہوں نے تیر چلایا تو مجھے تو کچھ نہیں ہوگا مگر تم زخمی ہو سکتے ہو۔"

ناگ نے کہا۔ "تو پھر کس شکل میں ہمیں جانا چاہیے؟"

کیٹی نے کہا۔ "اپنی اصلی شکلوں میں۔"

ناگ بولا۔ "اصلی انسانی شکل میں مجھے نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میرا خیال ہے میں سانپ کی شکل میں بعد میں آؤں گا۔ تم اپنی اصلی شکل میں چلو۔"

ناگ اور کیٹی درخت کی ٹہنی سے اڑ گئے۔ ناگ

سانپ کی شکل میں جھاڑیوں میں گم ہو گیا اور کیٹی اصلی خوبصورت نیلی آنکھوں والی لڑکی کی شکل میں بیل گاڑی کے آگے جا کر نکل آئی۔ مگر وہ ابھی پہاڑیوں کے پیچھے چھپی ہوئی تھی اور دیکھنا چاہتی تھی کہ یہ ڈاکو شہزادی کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

بیل گاڑی سڑک پر آ رہی تھی پہرے دار تلواریں اٹھائے ساتھ ساتھ چل رہے تھے۔ اچانک پیچھے سے دو تیر آ کر پہرے داروں کی کمر میں لگے اور وہ چیخ مار کر گر پڑے۔ شہزادی اور نوکرانی نے کھڑکی میں سے سر باہر نکال کر دیکھا اور خوف کے مارے ان کا برا حال ہو گیا۔ کیونکہ چار گھوڑ سوار تلواریں لہراتے بیل گاڑی کی طرف بڑھے اور انہوں نے بیل گاڑی کو گھیرے میں لے لیا۔ گاڑی بان چھلانگ لگا کر جھاڑیوں میں بھاگ گیا۔

ڈاکوؤں نے گاڑی کا دروازہ کھول کر شہزادی اور نوکرانی کو بازوؤں سے پکڑ کر باہر کھینچ لیا۔ ان کی چیخیں نکل گئیں۔ ڈاکوؤں کا سردار بولا۔

"اب چیخنے چلانے سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ تم دونوں ہماری قیدی ہو۔"

سردار کے حکم سے باقی تین ڈاکوؤں میں سے ایک بیل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گاڑی پر گاڑی بان کی جگہ بیٹھ گیا۔ سردار آگے آگے چل پڑا اور دو ڈاکو بیل گاڑی میں شہزادی اور نوکرانی کو سوار کرا کر پہرہ دیتے ساتھ ساتھ چل پڑے۔ انہوں نے بیل گاڑی کو واپس موڑ لیا تھا۔ شہزادی غم کے مارے بار بار بے ہوش ہو رہی تھی۔ نوکرانی اسے پنکھا جل رہی تھی۔ اس کا اپنا بہت بُرا حال تھا۔

کیٹی نے کیا کیا کہ چٹکی بجا کر ایک فقیرنی کا بھیس بدل لیا اور آگے جا کر سڑک کے کنارے بیٹھ گئی اور ہاتھ پھیلا کر بھیک مانگنے لگی۔ جب شہزادی کی بیل گاڑی اور ڈاکو اس کے قریب پہنچے تو کیٹی نے ہاتھ پھیلا کر کہا

"شہزادی سلامت رہے۔ کچھ اس فقیرنی کو بھی مل جائے۔"

سردار چونک پڑا۔ اس نے ہاتھ کے اشارے سے بیل گاڑی رکوائی اور کیٹی کے پاس آکر بولا۔

"او بھکارن! تجھے کیسے پتہ چلا کہ اس بیل گاڑی میں شہزادی بیٹھی ہے؟"

کیٹی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بیٹا! مجھے تو یہ بھی معلوم ہے کہ تم کون ہو اور تم شہزادی کو لے کر کہاں جا رہے ہو؟"

سردار نے تلوار کھینچ لی۔ "تم کون ہو عورت؟"

کیٹی نے کہا۔ "میں فال رمل نکالنے والی ہوں۔ میں چہرہ دیکھ کر دلوں کا حال جان لیتی ہوں۔"

حالانکہ کیٹی کو بالکل خبر نہیں تھی کہ وہ لوگ شہزادی کو اغوا کر کے کہاں لئے جا رہے ہیں۔ سردار کا ایک ساتھی کیٹی کی گردن تلوار سے اڑانے ہی لگا تھا کہ سردار نے اسے روک دیا۔

"ٹھہرو۔ ابھی اسے قتل نہ کرو۔ مجھے اس سے کچھ پوچھ لینے دو۔"

سردار نے کیٹی کے قریب آکر گھوڑے سے اترتے ہوئے پوچھا۔

"کیا تم بتا سکتی ہو کہ میں اس شہزادی کو اغوا کر کے کہاں لئے جا رہا ہوں؟"

کیٹی اندر سے پریشان ہو گئی۔ کیونکہ اسے بالکل معلوم نہیں تھا۔ لیکن اسے اپنا بھرم بھی رکھنا تھا۔ ہاتھ لہرا کر بولی۔

"تم ہمارا امتحان لینے کی کوشش نہ کرو۔ میں تمہیں اتنا بتائے دیتی ہوں کہ تم جس شخص کی خاطر اس مغل شہزادی کو اغوا کر کے لے جا رہے ہو۔ وہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہیں زندہ نہیں چھوڑے گا۔"

یہ کیٹی نے اندازے کے ساتھ کہہ دیا تھا کیونکہ تاریخ میں بادشاہوں کے محلوں میں رہنے اور سفر کرنے کے بعد اسے اتنا معلوم ہو چکا تھا کہ اکثر قسم کے معاملات میں سازشوں کے چکر چلتے رہتے ہیں اور عورت کی خاطر دوست دوست کو قتل کر دیتا ہے۔ سردار کا تو رنگ اڑ گیا۔ کہنے لگا،

"مجھے اس بدبخت پر پہلے ہی شک تھا۔ اے عورت! یہ بتاؤ کہ وہ مجھے قتل کرنے میں کامیاب ہو سکے گا کہ نہیں؟"

○

بارہ دری کی بدروح

کیٹی نے کہا:

"اگر تم نے اسے پہلے قتل کر دیا تو بچ جاؤ گے۔ لیکن ایک شرط پر۔"

"وہ شرط کیا ہے؟"

"اس شہزادی کو رہا کر دو۔"

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھکارن! اس کی خاطر تو ساری مصیبتیں اٹھائی ہیں ہم نے۔ اسے جا کر اپنے بڑے سردار ڈاکو کے سامنے پیش کروں گا تو وہ مجھے ایک لاکھ اشرفی دے گا ورنہ تو وہ مجھے ایک پائی بھی نہیں دے گا۔ اور قتل الگ کروا دے گا۔"

کیٹی نے کہا۔ "تو پھر جاؤ اور جا کر قتل ہو جاؤ۔ قتل ہونا تمہاری تقدیر میں لکھا جا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

چکا ہے۔"

سردار نے تلوار لہراتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری گردن اڑا دوں گا تاکہ تمہاری پیشین گوئی غلط ثابت ہو جائے۔"

اب تو کیٹی پریشان ہو گئی کہ یہ کم بخت تو الٹا گلے پڑ گیا ہے۔ سردار نے اپنے ایک ساتھی کو اشارہ کیا۔ اس نے تلوار کا وار کیا۔ تلوار کیٹی کی گردن کے کچھ اوپر پڑی اور ٹوٹ کر دو ٹکڑے ہو گئی۔ ڈاکو حیران ہوا کہ تلوار کیسے ٹوٹ گئی۔

سردار چلّایا۔

"دوسری تلوار سے وار کرو۔ اس نے گردن میں لوہے کی جالی پہن رکھی ہے۔"

کیٹی اٹھ کر جھاڑیوں کی طرف گئی اور جھاڑیوں کے پیچھے آ کر چٹکی بجائی اور پھر سے سفید باز بن کر درخت پر جا بیٹھی۔ ناگ یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے کیٹی کی گردن پر تلوار کا وار ہوتے دیکھ لیا تھا۔ وہ رینگتا ہوا سانپ کے روپ میں آگے بڑھا اور جو ڈاکو گاڑی چلا رہا تھا، اس کی گردن پر آ کر ڈس دیا۔ وہ گھبرا کر نیچے گرا۔ اس نے جو سانپ دیکھا تو

چیخ مارنے لگا تھا کہ ناگ کے زہر نے اسے اتنی بھی مہلت تک نہ دی اور وہ گاڑی پر سے گرتے ہی مر گیا۔

سردار اور باقی دو ڈاکو اس کی طرف لپکے۔ شہزادی اور اس کی نوکرانی بے چاریاں گاڑی کے اندر سہمی ہوئی بیٹھی تھیں۔ تینوں ڈاکوؤں نے سانپ کو دیکھا تو اس پر تلواروں سے حملہ کر دیا۔ لیکن بھلا ناگ ان کے قابو میں کب آنے والا تھا۔ وہ غائب ہو گیا اور اب ایک خونخوار شیر کی شکل میں جھاڑیوں سے لپکا۔ اور دو ڈاکوؤں کو اتنے زور سے پنجے مار کر نیچے گرایا کہ ان کی گردنیں ٹوٹ گئیں۔ تیسرا ڈاکو بھاگ کر جھاڑیوں میں روپوش ہو گیا۔ شیر بھی جھاڑیوں کی طرف بھاگا اور ایک چٹان کے پاس چھپتے اور آخری ڈاکو کو بھی نیچے گرا کر اس کا کام تمام کر دیا۔

بیل گاڑی کا بیل شیر کی دھاڑ پر بدک کر بھاگ کھڑا ہوا تھا۔ گاڑی اس کے پیچھے لگی ہوئی تھی۔ بیل ڈر کر منہ اٹھائے سڑک پر بھاگا جا رہا تھا۔ یہ پہاڑی سڑک تھی۔ کسی جگہ سے بھی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نیچے گر سکتی تھی۔ شہزادی تو دہشت کے مارے بے ہوش ہو چکی تھی۔ نوکرانی چیخیں مار رہی تھی۔ کیٹی اور ناگ سفید باز بن کر بیل گاڑی کے اوپر آ کر بیٹھ گئے۔ یہاں انہوں نے دوبارہ انسانی شکلیں بدل لیں۔ ناگ نے بیل گاڑی پر قابو پا لیا۔ گاڑی کھڑی ہو گئی۔

شہزادی کو گاڑی میں سے اتار کر گھاس پر پتھروں میں لٹا دیا گیا اور کیٹی چشمے سے پتّوں میں پانی لے آئی۔ نوکرانی کا بھی بُرا حال ہو رہا تھا۔ پانی کے چھینٹے مارنے سے شہزادی کو ہوش آیا تو اس نے سہمی ہوئی آنکھوں سے اپنے سامنے ناگ اور کیٹی کو دیکھا تو بولی۔

"میں کہاں ہوں؟"

ناگ نے کہا۔ "آپ اپنے دوستوں میں ہیں۔ فکر نہ کریں۔"

کیٹی نے آنکھوں پر کپڑے کا پلّو کر رکھا تھا تاکہ اس کی چوکور آنکھیں انہیں نظر نہ آئیں۔ نوکرانی نے ناگ اور کیٹی کو بتایا کہ وہ شہزادی صاحبہ کو لے کر ان کے سسرال جا رہی تھی کہ راستے

میں ڈاکوؤں نے آ لیا۔

"اگر آپ لوگ مدد نہ کرتے تو خدا جانے ہمارا کیا حال ہوتا۔ مگر تم کون ہو بھائی؟ اور یہ خاتون کیسی ہے کہ آنکھوں پر کپڑا رکھے ہوئے ہے کیا یہ پردہ کرتی ہے؟"

ناگ نے کہا۔ "اس کا پردہ کرنا ہی اچھا ہے ماما ——"

شہزادی نے بھی ناگ اور کیٹی کا شکریہ ادا کیا۔ وہ بھی کیٹی کی آنکھوں پر پڑے ہوئے پردے پر حیران تھی۔ مگر اس نے اس بارے میں کوئی بات نہ کی۔ آخر خاندانی عورت تھی اور خاندانی لوگ دوسروں کے معاملوں میں یونہی دخل نہیں دیا کرتے۔

ناگ نے کہا:

"شہزادی صاحبہ ہم آپ کو آپ کی منزل پر چھوڑ کر آئیں گے۔ کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ان ڈاکوؤں کے ساتھی کہیں راستے میں پھر حملہ نہ کر دیں۔"

شہزادی نے کہا۔ "یہ آپ کا احسان ہوگا۔"

کیٹی بولی۔ "یہ تو ہمارا فرض ہے۔"

نوکرانی نے پھر کہا۔ "بی بی! یہ تم منہ پر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کس لئے ڈالے ہوئے ہو؟"

کیٹی نے مسکرا کر کہا۔ "بڑی بی! اگر میں نے پلّو ہٹا دیا تو تم ڈر جاؤ گی۔"

شہزادی نے نوکرانی کی سرزنش کی۔

"ماما! یونہی دوسروں کے معاملے میں ٹانگ نہیں اڑایا کرتے۔"

ناگ شہزادی کی دانشمندی اور شائستگی پہ بہت خوش ہوا۔ انہوں نے شہزادی اور نوکرانی کو بیل گاڑی میں بٹھایا اور آگے چل دیئے۔ شام کے وقت پہاڑیوں کے پار ایک کھلی وادی میں ایک گاؤں میں آگئے۔ جہاں ایک خوبصورت حویلی کے باہر پہرہ لگا تھا۔

شہزادی نے کہا۔ "یہی میرا سسرال ہے۔"

سسرال والوں نے شہزادی کو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ اس کے خاوند اور سسر کو جب پتہ چلا کہ راستے میں ڈاکوؤں نے حملہ کر دیا تھا تو ان کے چہرے غصّے سے تلخ ہو گئے۔

نے "کون تھے وہ نابکار۔ ان کی یہ ہمت؟"

لیکن اب غصّہ دکھانے کا کوئی مقام نہیں تھا۔

ناگ اور کیٹی کی انہوں نے بڑی آؤ بھگت کی اور انہیں صحن میں چارپائی ڈال کر عزت سے بٹھایا۔ انہیں دودھ، شہد اور پھل کھانے کو دیا۔

ناگ نے کہا۔

"شکریہ! ہمیں کھانے پینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہاں اگر آپ ہمیں دو گھوڑے دیدیں تو بڑی مہربانی ہو گی۔ ہم اس کی قیمت ادا کرنے کو تیار ہیں۔"

"قیمت کی کیا ضرورت ہے بیٹے!" شہزادی کے سسر نے کہا۔ "ہم آپ کی خدمت میں دو گھوڑے پیش کرتے ہیں۔"

ناگ اور کیٹی تھوڑی دیر بعد گھوڑوں پہ سوار وہاں سے نکل کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں نے بہت اصرار کیا کہ رات یہیں بسر کرو۔ راستے میں آگے جنگل پڑتا ہے جو بڑا خطرناک ہے اور وہاں رات بجتی ہے مگر ناگ اور کیٹی نے نہ مانا اور وہ چل کھڑے ہوئے۔

کیٹی نے ناگ سے پوچھا۔

"یہ لوگ کیا کہہ رہے تھے کہ جنگل رات کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بجتا ہے؟ اس سے کیا مراد تھی؟ جنگل کیسے بجا کرتا ہے؟"

ناگ بولا۔ "خدا جانے کیا مطلب تھا ان کا۔ بہر حال اگر اس جنگل سے گزرے تو معلوم ہو جائے گا کہ رات کو جنگل کیسے بجتا ہے۔ ابھی تو میں صرف اس فکر میں ہوں کہ کسی نہ کسی طرح ماریا کے پاس چلا جائے۔"

کیٹی بولی۔ "ماریا کو حاصل کرتے کرتے ہم نے عنبر کو بھی ہاتھ سے کھو دیا۔ خدا جانے اب وہ وہاں سے کب چلے گا اور اس سے دوبارہ پھر کب ملاقات ہو گی؟"

ناگ نے کہا۔ "یہ ایک ماں اور اس کے بچوں کا مسئلہ تھا کیٹی۔ میں سمجھتا ہوں عنبر نے بڑی قربانی دی ہے۔ ہمیں بھی تھوڑی سی قربانی دینی چاہئے اور تھوڑی دیر کے لئے عنبر کو بھلا دینا چاہئے۔"

"وہ تو ہمیں کرنا ہی پڑے گا۔" کیٹی نے کہا۔

وہ گھوڑوں کو دوڑاتے وادی سے دُور نکل آئے۔ گاؤں بہت پیچھے کہیں پہاڑیوں کے درمیان رہ گیا تھا اور اب کہیں نظر نہیں آتا تھا۔

ناگ بولا۔ "کیٹی! یہ تمہاری چوکور آنکھیں ہیں ہر جگہ پریشان کریں گی۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ یہ اس دنیا کے انسانوں کی طرح سیدھی یعنی لمبوتری ہو جائیں۔"

کیٹی نے کہا۔ "یہ ناممکن ہے۔ کاش ہم لاہور سے آنکھوں پہ لگانے والا چشمہ ساتھ لے آتے۔"

ناگ بولا۔ "وہ تو ہم کر ہی نہیں سکتے تھے۔ ہمارے سفر میں ہمیشہ ایسا ہی ہوتا ہے کہ جو چیزیں جہاں کی ہوتی ہیں وہ وہیں رہ جاتی ہیں۔"

اسی طرح باتیں کرتے وہ پہاڑیوں کی وادی سے کافی دور نکل گئے اور شام بھی غروب ہو گئی اور میدانوں میں رات کا اندھیرا پھیل گیا۔ اب ان کے سامنے ایک جنگل منہ پھاڑے کھڑا تھا۔ دُور سے اس جنگل کے اونچے سے گھنے درخت ایک سیاہ بلند دیوار کی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ انہیں اس جنگل سے گزر کر آگے نکلنا تھا۔

ناگ نے کہا۔ "ہمیں اس جنگل کو پار کرنا ہوگا۔"

کیٹی نے پوچھا۔ "لیکن ہم جا کہاں رہے ہیں؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ مسکرایا۔" اس سوال کا جواب تو ہمیں کبھی نہیں مل سکا۔ ہمیں بس اتنا پتہ ہے کہ ہم ۵ ہزار سال کے واپسی کے سفر پر ہیں اور ہمیں ہر وقت چلتے، چلتے اور چلتے رہنا ہوگا۔"

کیٹی کہنے لگی۔" ناگ بھیا! ہمیں کوشش کرنی چاہیے کہ ہم ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں ماریا کے پاس پہنچ جائیں۔"

"کاش ہم ایسا کر سکتے۔" ناگ نے جواب دیا۔

جنگل سامنے آگیا تھا۔ کیٹی بولی:

"شاید یہی وہ خطرناک جنگل ہے جس کے بارے میں شہزادی کے سسرال والوں نے کہا تھا کہ اس جنگل میں رات بجتی ہے۔ میرا خیال ہے یہاں کوئی آسیب رہتا ہے۔"

ناگ بولا۔" آسیب ہو یا جاسیب ہو، اب تو ہمیں اس جنگل سے گزرنا ہی ہوگا۔"

اور انہوں نے گھوڑے جنگل میں ڈال دیئے۔

جنگل بیچ مچ بڑا گھنا اور پُر اسرار تھا۔ ایسے اونچے اونچے گھنے درخت تھے کہ ان میں سے آسمان کے ستارے بھی دکھائی نہ دیتے تھے۔ گہرا سیاہ اندھیرا

چاروں طرف چھایا ہوا تھا۔ قبرستان ایسی خاموشی تھی۔ جنگل میں ایک چھوٹی سی پگڈنڈی بنی ہوئی تھی جس پر ناگ اور کیٹی گھوڑوں پر سوار چلے جا رہے تھے۔ جب وہ کافی دیر چلنے کے بعد جنگل کے درمیان میں پہنچے تو انہیں وہاں ایک کھلی جگہ ملی جس کی دونوں جانب درختوں کے جھنڈ تھے اور ان درختوں کے کنارے کھلی جگہ کی ایک جانب ایک چبوترے پر گول سہ دری بنی ہوئی تھی۔

ناگ اور کیٹی نے سوچا کہ اس جگہ رات بسر کی جائے اور پھر صبح اٹھ کر سفر شروع کیا جائے۔

انہوں نے گھوڑے ایک طرف کھلے چھوڑ دیئے تاکہ وہ جنگل میں چل پھر کر گھاس کھائیں اور پانی پی کر پیاس بجھائیں۔ کیونکہ جنگل میں جگہ جگہ پانی کے تالاب بنے ہوئے تھے۔ ناگ اور کیٹی سہ دری کے چبوترے پر آگئے۔ اندھیرے میں انہیں ایک تکونی قبر سی بنی ہوئی دکھائی دی۔

کیٹی نے کہا۔" یہ کیا چیز ہے ناگ بھیا؟"

ناگ نے کہا۔" یہ کسی سکھ عورت کی مڑھی ہے۔ ہندوستان میں جب کوئی سکھ عورت مر جاتی ہے تو اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کو جلا کر اس کی راکھ کسی جگہ زمین میں دفن کر کے اس کے اوپر ایسی سہ دری بنا دیتے ہیں۔ اس کے اوپر کرپان اور سیندور کا نشان ظاہر کرتا ہے کہ یہ کسی سکھ عورت کی قبر ہے۔

وہ سہ دری سے کوئی ساٹھ ستر قدموں کے فاصلے پہ ایک جگہ گھاس پر لیٹ گئے۔ اور عنبر اور ماریا کے بارے میں باتیں کرتے کرتے انہیں نیند آ گئی۔

وہ کوئی گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ سوئے ہوں گے کہ کسی آواز سے ان کی آنکھ کھل گئی۔

"یہ کس کی آواز تھی ناگ بھیا؟ تم نے سنی تھی؟"

کیٹی نے آنکھیں کھول کر پوچھا۔

ناگ نے کہا۔ "کوئی آواز میرے کانوں میں بھی آئی تھی مگر یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ بالکل خموشی ہے۔"

کھلی جگہ ہونے کی وجہ سے انہیں آسمان پہ نکلے ہوئے کہیں کہیں ستارے نظر آ رہے تھے۔ درختوں کے اوپر سے زرد رنگ کا اداس پھیکا چاند طلوع ہو رہا تھا اور اس کی دھیمی اور پھیکی سی روشنی

کھلی جگہ پہ پڑنے لگی تھی جس کی وجہ سے وہ جگہ اور پُر اسرار ہو گئی تھی۔

اچانک وہی آواز پھر سنائی دی۔ ناگ اور کیٹی چوکنے ہو گئے۔ یہ آواز کچھ اس قسم کی تھی جیسے دور سے کوئی کانسی کے تھال پہ ہلکے ہلکے ہاتھ مارتا چلا آ رہا ہو۔

"یہ تو کوئی ادھر کو چلا آ رہا ہے۔ ناگ!"

"لگتا ایسا ہی ہے۔ لیکن خاموش رہو اور دیکھتی جاؤ۔"

کانسی کے تھال کو بجانے کی آواز قریب آتی گئی۔ جب یہ آواز کھلی جگہ کے سامنے والے کنارے پہ اُگے ہوئے درختوں کی قطار تک پہنچ گئی تو ناگ نے کہا۔

"ہمیں جھاڑیوں کے پیچھے چھپ جانا چاہئے۔"

اور وہ دونوں اٹھ کر اپنے پیچھے اُگی ہوئی گھنی جھاڑیوں کے عقب میں آ کر چھپ گئے۔ کانسی کے تھال کی پُر اسرار آواز قریب آئی تو دور درختوں میں کھڑے ان کے گھوڑے زور سے ہنہنائے اور ہنہناتے ہوئے جنگل میں بھاگ گئے۔

ناگ بولا۔ "کم بخت گھوڑے فرار ہو گئے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔ "لگتا ہے تھوڑی دیر بعد ہم بھی فرار ہو جائیں گے۔ کیونکہ مجھے اس آواز سے ڈر سا لگنے لگا ہے۔"

"ایسی کوئی بات نہیں ہے کیٹی۔ پہلے یہ دیکھتے ہیں کہ یہ آواز کون پیدا کر رہا ہے۔"

چاند ابھی درختوں کے اوپر پوری طرح سے نہیں آیا تھا۔ میدان میں اس طرف جدھر سہ دری کا چبوترہ تھا، اندھیرا تھا۔ اتنے میں درختوں کے پیچھے سے ایک سفید سایہ سا نکلا اور کانسی کے تھال کی آواز تیز ہو گئی۔ سفید سایہ سہ دری کے چبوترے کی طرف بڑھ رہا تھا۔ تھال کی آواز اتنی تیز اور کرخت ہو گئی تھی۔ ناگ نے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔

کیٹی نے کہا۔ "یہ تو کوئی رُوح لگتی ہے۔ تمہاری دنیا کی روحیں ایسی ہی ہوتی ہیں۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سفید سائے کو دیکھ رہا تھا جو واقعی کوئی روح لگ رہا تھا۔ یہ سایہ چبوترے پر سکھ عورت کی قبر کے پاس آ کر رک گیا۔ اس نے رُکتے ہی کانسی کے تھال کا شور

ختم ہو گیا۔ شور کے بعد جنگل کی خاموشی اور سناٹا اور زیادہ گہرا محسوس ہونے لگا۔ ان کے دیکھتے دیکھتے سفید سایہ قبر کے اُوپر کھڑا ہو گیا اور پھر آہستہ آہستہ قبر کے اندر اُترتا چلا گیا۔ جب وہ قبر میں پورے کا پورا اتر گیا تو ناگ بولا۔

"معلوم ہوتا ہے کہ یہ سکھ عورت کی روح تھی جو رات کو جنگل کی سیر سے واپس آ کر اپنی قبر میں چلی گئی ہے۔"

کیٹی نے اپنی چوکور آنکھیں قبر پر لگا رکھی تھیں کہنے لگی۔

"مجھے اس پر روشنی سی دکھائی دینے لگی ہے۔"

ناگ نے دیکھا کہ قبر کے اوپر روشنی کا غبار سا پھیلنے لگا تھا۔ پھر یہ غبار بلند ہوتا چلا گیا اور سہ دری سے اُتر کر ایک روشن غبارے کی طرح چبوترے کی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ پھر اس میں سے ایک عورت کا ہیولا ابھرا جس نے اپنی ہتھیلی پر جلتا ہوا چراغ رکھا تھا۔ ناگ بولا۔

"یہ تو کوئی عورت ہے۔ اس نے ساڑھی پہن رکھی ہے یہ کوئی آسیب ہے۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔ "کیا ہمیں یہاں سے بھاگ جانا ہو گا؟"

ناگ کہنے لگا۔ "ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔ لیکن میں نہیں بھاگوں گا۔ تم بے شک چلی جانا کیونکہ میں اس مسئلے کو حل کرنا چاہتا ہوں کہ آخر یہ سب کچھ ہے کیا؟"

ساڑھی والی عورت کے بال کھلے تھے اور اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔ وہ چراغ ہاتھ میں لئے چبوترے کی دیوار کے ساتھ لگی خاموش چپ چاپ کھڑی تھی۔ اتنے میں جنگل میں سے ایک گھوڑ سوار رات کی تاریکی اور ہلکی ہلکی چاندنی میں گھوڑا دوڑاتے آیا اور چبوترے کے دو چار چکر لگانے کے بعد عورت کے پاس آکر کھڑا ہو گیا۔ عورت نے چراغ ہاتھ سے رکھ دیا اور ہاتھ باندھ کر گھوڑ سوار کو پرنام کیا۔ گھوڑ سوار نیلے کپڑوں میں تھا اور چہرہ نقاب میں چھپا ہوا تھا۔ جونہی عورت نے سر جھکا کر سلام کیا، نقاب پوش گھوڑ سوار نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس عورت کی گردن تن سے جُدا کر دی۔ کیٹی نے ناگ کو تھام لیا۔ جنگل میں ایک بھیانک اور دردناک

چیخ بلند ہوئی اور ساڑھی والی عورت کا جسم گھاس پر تڑپنے لگا۔ گھوڑ سوار تلوار کو لہراتے ہوئے چبوترے کا چکر لگا رہا تھا۔ عورت کا سر بھی اور دھڑ بھی الگ الگ تڑپ رہے تھے۔ پھر اس کا سر اوپر کو اٹھا اور آہستہ آہستہ قبر میں جا کر اتر گیا۔ اس کے بعد عورت کا کٹے ہوئے سر والا دھڑ زمین سے بلند ہو کر چبوترے پر چڑھ کر قبر کے پاس آیا۔ قبر میں سوراخ ہو گیا تھا شاید۔ یہ دھڑ اس سوراخ میں اُتر گیا اور قبر بند ہو گئی۔ چبوترے کا دیا ایک دم بجھ گیا اور نقاب پوش گھوڑ سوار گھوڑا دوڑاتا واپس جانے کے لئے مڑ گیا۔

وہ ابھی زیادہ دور نہیں گیا تھا کہ کیٹی کے منہ سے کچھ نکل گیا۔ وہ شاید ناگ کو کچھ بتانا چاہتی تھی۔ اس کی آواز پر گھوڑ سوار نقاب پوش نے وہیں گھوڑا روک لیا اور اس طرف گردن گھما کر دیکھا جدھر ناگ اور کیٹی بیٹھے تھے۔ پھر اس نے گھوڑے کو ایڑ لگائی اور تلوار لہراتا کیٹی اور ناگ کے سر پہ پہنچ گیا۔ ناگ اور کیٹی اسی لمحے دو سیاہ چڑیاں بن کر درخت کی شاخ پر جا بیٹھے تھے۔ نقاب پوش گھوڑ سوار نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درخت کی طرف دیکھا اور چہرے پر سے نقاب الٹ دیا۔ کیٹی اور ناگ یہ دیکھ کر دنگ رہ گئے کہ نقاب پوش گھوڑ سوار وہی عورت تھی جو تھوڑی دیر پہلے چبوترے پاس روشن چراغ ہتھیلی پر رکھے کھڑی تھی اور جس کو گھوڑ سوار نے قتل کر دیا تھا۔

ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"یہ عجیب پُر اسرار معمّہ ہے۔ کیوں نہ اس کے پاس چل کر یہ معمّہ حل کریں۔ وہ ہمارا کیا بگاڑ لے گی۔"

ناگ اور کیٹی فوراً انسانی شکل میں گھوڑ سوار عورت کے سامنے آ گئے۔

ناگ نے کہا۔" اے روح! اگر تو ہماری آواز سن رہی ہے تو ہمیں بتا کہ تو کون ہے اور تو نے اپنے آپ کو کیوں قتل کیا۔

نقاب پوش گھوڑ سوار عورت گھوڑے پر بیٹھی ناگ اور کیٹی کو گھورتی رہی۔ اس نے نقاب الٹ رکھا تھا اور اس کی آنکھوں سے عجیب قسم کے رنگ کی شعاعیں نکل رہی تھیں۔

ناگ نے ایک بار پھر اس روح سے وہی سوال

پوچھا۔ اس عورت نے تلوار والا ہاتھ اوپر اٹھایا اور خشک پھیکی سی آواز میں آہستہ آہستہ کہا۔

"تم نے میرے راز پر سے پردہ اٹھا دیا ہے۔ آج تک اس جنگل میں مجھے کسی نے نہیں دیکھا۔ تم نے میرے راز کو بے نقاب کر دیا ہے۔ تم یہاں سے آگے یا پیچھے کے زمانے میں چلے جاؤ۔"

ناگ نے کہا۔" یہ تو ہماری خوش قسمتی ہو گی اگر تم ہمیں پیچھے کے زمانے میں پہنچا دو گی۔ لیکن کیا تم ہمیں یہ نہیں بتاؤ گی کہ تم کون ہو اور ایسا کیونکر ممکن ہوا کہ تم نے اپنے ہی جسم کی گردن اڑا دی؟"

عورت کی روح نے کہا۔" یہ تم قیامت تک نہیں سمجھ سکو گے اور نہ کبھی اسے سمجھنے کی کوشش کرنا۔ میں جانتی ہوں تم دونوں کون ہو۔ تم ناگ ہو اور یہ خلائی لڑکی کیٹی ہے۔ تم دونوں ماریا کی تلاش میں پیچھے کے زمانے میں جانا چاہتے ہو اور تم عنبر کو پیچھے ایک گاؤں میں چھوڑ آئے ہو۔ کیا میں ٹھیک نہیں کہہ رہی؟"

ناگ اور کیٹی حیران ہو گئے کہ اس عورت نے بالکل ٹھیک ٹھیک بتایا تھا۔ ناگ نے کہا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"کیا تم ہمیں ماریا کے پاس پہنچا سکتی ہو؟"

عورت کی روح نے کہا: "میں تمہیں ماریا کے پاس نہیں پہنچا سکتی۔ لیکن اس وقت ماریا جس صحرا میں سے گزر رہی ہے میں تمہیں اس صحرا میں پہنچا سکتی ہوں۔ کیا تم وہاں جانے کے لئے تیار ہو؟"

ناگ اور کیٹی نے یک زبان ہو کر کہا:

"ہاں — ہمیں اس صحرا میں پہنچا دو جہاں ماریا موجود ہے۔"

روح نے کہا۔ "آنکھیں بند کر کے دس قدم آگے چلو اور پھر آنکھیں کھول دینا۔ خبردار! اس سے پہلے آنکھیں نہ کھولنا۔ نہیں تو جل کر بھسم ہو جاؤ گے۔"

ناگ اور کیٹی نے آنکھیں بند کر لیں اور ایک ایک قدم گن کر آگے چلنا شروع کر دیا۔ دس قدم پورے کرنے کے بعد انہوں نے آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ دونوں ایک لق و دق صحرا میں کھڑے ہیں۔ سورج سر پہ چمک رہا ہے اور دُور دُور تک کوئی جھاڑی کا سایہ تک نظر نہیں آرہا۔

ناگ نے آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا۔ کیٹی بار بار آنکھیں جھپکا رہی تھی۔ کہنے لگی:

"یہ ہم کہاں ویرانے میں آگئے ہیں ناگ بھیا؟"

ناگ بولا۔ "نقاب پوش روح نے تو یہی کہا تھا کہ تم ایک صحرا میں جا نکلو گے اور ماریا بھی اسی صحرا میں تمہیں ملے گی۔ اب ہمیں ماریا کو اس صحرا میں تلاش کرنا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ ہم ماریا کے زمانے میں تو آگئے۔"

کیٹی نے کہا۔ "پہلے تو یہ دیکھنا چاہئے کہ یہ زمانہ کونسا ہے؟"

ناگ بولا۔ "صحرا میں تو کچھ پتہ نہیں چل سکتا کہ کونسا زمانہ ہے۔ کوئی گاؤں آئے تو لوگوں کا لباس دیکھ کر معلوم ہو کہ ہم تاریخ کے کس دور میں نکل آئے ہیں۔ ویسے میرا دل کہتا ہے کہ ہم ڈھائی پونے تین ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آگئے ہیں۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "اس اجاڑ بیابان صحرا تو ہم پرندے بن کر ہی عبور کر سکتے ہیں۔"

یہ خیال ناگ کو پسند آیا۔ انہوں نے اسی وقت دو سفید بازوں کا روپ بدلا اور فضا میں بلند ہو کر ایک طرف اڑنا شروع کر دیا۔ اڑتے اڑتے جب انہیں دو تین گھنٹے گزر گئے تو نیچے ایک جگہ انہیں کھجور کے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

درختوں کا جھنڈ دکھائی دیا۔

کیٹی نے کہا۔ "مجھے تو بھوک اور پیاس نے تنگ کیا ہے۔ میں یہاں کھجوریں کھاؤں گی۔ ہو سکتا ہے یہاں پانی بھی مل جائے۔"

"تو چلو نیچے اترتے ہیں۔"

دونوں درختوں کے اس جھنڈ میں اُتر گئے۔

یہ بڑی پُر فضا ٹھنڈی جگہ تھی۔ پانی کا ایک تالاب بنا ہوا تھا جس کے اوپر کھجور کے درختوں نے سایہ ڈال رکھا تھا۔ کیٹی نے یہاں جی بھر کر کھجوریں کھائیں اور پانی پی کر پیاس بجھائی۔ کچھ کھجوریں ناگ نے بھی کھا لیں اور پانی پیا۔ کہنے لگا۔

"اس ویرانے میں ایسی ٹھنڈی جگہ ہو تو قریب کوئی آبادی ضرور ہوتی ہے۔ مگر یہاں تو چاروں طرف صحرا ہی نظر آتا ہے۔"

کیٹی بڑے آرام سے ٹھنڈی ریت پر لیٹی ہوئی تھی۔ کہنے لگی:

"ہو سکتا ہے آگے کوئی شہر آباد ہو۔"

ناگ ریت کو اٹھا کر غور سے دیکھنے لگا۔ پھر کھجور کے درختوں کو دیکھتے ہوئے بولا:

"ریت اور یہ درخت مجھے ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے کے لگتے ہیں۔ ضرور ہم ڈھائی ہزار سال پیچھے کے زمانے میں آ چکے ہیں۔"

پھر چٹکی بجا کر بولا۔

"کیوں نہ میں کسی سانپ کو زمین کے اندر سے بلا کر پوچھوں کہ ہم کس زمانے میں آ گئے ہیں؟ سانپوں کو سب کچھ معلوم ہوتا ہے۔"

"اچھا خیال ہے۔" کیٹی نے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گئی۔

ناگ نے منتر پڑھ کر چاروں طرف پھونک ماری اور ریت پر التی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور کسی سانپ کا انتظار کرنے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد صحرا میں درختوں کے پیچھے سے ایک سرخ رنگ کا سانپ پھن اٹھائے تیزی سے آتا دکھائی دیا۔

ناگ نے کیٹی سے کہا۔

"ایک سرخ رنگ کا سانپ آ رہا ہے۔ یہ سانپ بڑا مقدّس سانپ سمجھا جاتا ہے اور پرانے زمانے میں یہ بُت خانوں اور مندروں میں رکھا جاتا تھا۔

سرخ سانپ نے ناگ کے سامنے آ کر سر جھکا دیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اور بولا۔

"اے عظیم ناگ! تمہارا ادھر آنا مبارک ہو۔ یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ تمہاری شکل دیکھنی ملی۔ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ حکم دیا جائے مجھے۔"

ناگ نے کہا۔ "پہلے تو یہ بتاؤ کہ یہ کونسا زمانہ ہے اور اس ملک پر کس بادشاہ کی حکومت ہے۔"

سرخ سانپ نے کہا۔ "اے عظیم ناگ! تم بابل کے آخری بادشاہ شاہ ایلام کے ملک میں ہو۔ مگر عظیم ناگ کیا تمہاری بہن نے تمہیں یہ بات نہیں بتائی تھی؟"

ناگ نے چونک کر پوچھا۔ "میری بہن؟"

سرخ سانپ بولا۔ "ہاں عظیم دیوتا! یہاں سے ایک رات کے فاصلے پر بابل کا شہر ارغون آباد ہے۔ جہاں سب سے بڑا بت خانہ ہے اور اس مندر کا پروہت سب سے بڑا جادوگر کالام ہے۔ تمہاری بہن اس کے قبضے میں ہے۔ کیونکہ ہمیں اس کے جسم سے تمہاری خوشبو آئی تھی۔ کاش ہم اس کی مدد کر سکتے۔ لیکن کالام کا جادو اتنا طاقتور ہے کہ دنیا کا کوئی سانپ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔"

اب تو کیٹی اور ناگ پریشان ہو گئے۔ ناگ نے پوچھا۔

"جس عورت کے جسم سے تمہیں میری بو آئی تھی کیا تم نے اسے دیکھا ہے؟"

"ہاں عظیم ناگ! اس کے بال سنہری تھے۔ آنکھیں نیلی تھیں۔ مگر وہ کسی سے بات نہیں کرتی تھی۔ کالام جادوگر نے اسے مرتبان میں بند کر رکھا ہے۔ جادو کے اثر کی وجہ سے وہ خود اس کے اندر سے نہیں نکل سکتی۔ ہر ہفتے کی رات کو مندر میں جشن ہوتا ہے اور کالام دیوتا کی پوجا کرتا ہے۔ اس جشن کی رات کو آپ کی بہن کو مرتبان میں سے باہر نکالا جاتا ہے اور وہ کالام کے جادو کے اثر میں آکر دیوتا کے سامنے رقص کرتی ہے۔"

ناگ نے کہا۔ "تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں یہ خبر بتائی۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

سرخ سانپ نے کہا۔ "عظیم ناگ! کالام جادوگر سے ہوشیار رہیئے گا۔ وہ دنیا کا سب سے خطرناک جادوگر ہے۔ اس کا جادو پتھروں پر بھی ہو جاتا ہے۔"

ناگ نے کہا۔ "میں اسے دیکھ لوں گا۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

سرخ سانپ ادب سے سلام کر کے واپس چلا گیا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ناگ سوچ میں پڑ گیا۔

"آخر وہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔ ماریا ایک بار پھر مصیبت میں پھنس چکی ہے۔"

کیٹی کہنے لگی۔ "ہم ماریا کو اس خبیث جادوگر سے نجات دلا کر رہیں گے۔"

ناگ نے سنجیدہ آواز میں کہا۔

"کیٹی! شاید تمہیں اتنی زیادہ خبر نہ ہو۔ ڈھائی ہزار سال پرانے بابل کے جادوگر بڑے کمال کے جادوگر ہوا کرتے تھے۔ ان کے پاس ایسا ایسا خطرناک جادو ہوتا تھا کہ وہ پتھروں کو پانی بنا دیتے تھے اور غائب چیزوں کو سامنے لا کھڑا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ اس جادوگر کالام نے ماریا کو غائب حالت میں بھی دیکھ لیا اور پھر اسے اپنے جادو کے زور سے قید کر لیا۔ اب اس سے دیوتا کی خوشی کے لئے رقص کرواتا ہے۔ کیونکہ پرانے زمانے کے دیوتاؤں کے آگے اگر کسی ایسی عورت کو لایا جاتا تھا جو کسی کو نظر نہ آتی ہو تو دیوتا اپنے پروہت پر بہت خوش ہوتے تھے اور انہیں زیادہ جادو کی طاقت عطا کر

دیتے ہیں۔ اس خیال سے کالام جادوگر نے ماریا کو قید میں ڈال رکھا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔ "ہم اس کے جادو کا مقابلہ کریں گے۔ اس کے جادو کا اثر مجھ پر نہیں ہوگا۔"

ناگ کہنے لگا۔ "یہ وہاں چل کر دیکھیں گے۔ ہر جادو کا کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہوتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ کالام جادوگر کے جادو کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ ضرور ہوگا۔ کم بخت اتنا طاقتور جادوگر ہے کہ سانپ بھی اس کے جادو کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔"

کیٹی نے کہا۔ "ناگ! ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ جہاں جادو نہیں چل سکتا وہاں ہم عقل سے کام چلانے کی کوشش کریں گے۔"

"کیا مطلب ہے تمہارا؟" ناگ نے پوچھا۔

کیٹی نے ناگ کے کان میں ایک ہلکی سی سرگوشی کی جس پر ناگ مسکرانے لگا۔

"خدا کی قسم کمال کا خیال سوجھا ہے تمہیں۔ مجھے یقین ہے ہم اس طریقہ سے ماریا کو آزاد کرانے میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے۔ آداب چلتے ہیں۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

انہوں نے تالاب کے پانی سے منہ ہاتھ دھویا اور ایک چٹکی بجا کر اور دوسرا منتر پڑھ کر سفید باز کی شکل میں بدل گئے اور بابل کے شہر ارغون کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ سانپ نے ایک رات کا سفر اونٹوں پہ بتایا تھا۔ پرندے اڑ کر دو گھنٹے میں وہاں پہنچ سکتے تھے۔

○

ماریا جادوئی مرتبان میں قید

ابھی شام نہیں ہوئی تھی کہ کیٹی اور ناگ بابل شہر میں پہنچ گئے۔

شہر کی فصیل کے اوپر سے اڑتے ہوئے وہ ایک باغ میں اترے اور اپنی انسانی شکلوں میں آ گئے۔

ناگ نے کہا۔

"کیٹی تم اس باغ میں ہی ٹھہرو۔ میں کالام جادوگر کے مندر میں جا کر پہلے دیکھتا ہوں کہ ماریا کا مرتبان کس جگہ رکھا ہوا ہے اور اس پر کس قسم کا جادو کیا گیا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔ "میری ترکیب یہ ہے کہ ہم کوئی بھیس بدل کر مندر میں داخل ہوں گے۔ اس لئے تم جلدی آ جانا۔ میں اسی درخت کے سائے میں تمہارا انتظار کروں گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"میں دیر نہیں لگاؤں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ دوبارہ ایک سیاہ چڑیا بن کر کالام کے مندر کی طرف اڑ گیا۔ یہ مندر شہر کی سب سے بڑی عمارت تھی اور ناگ کو پہچاننے میں دیر نہ لگی۔ وہ مندر کی چھت کے ایک روشندان میں سے اندر داخل ہو گیا۔ پروہت اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔ ایک بڑے ہال کمرے میں دیوتا کا بہت بڑا بت بنا ہوا تھا۔ جس کے قریب ہی دیوار کے ساتھ ایک چبوترے پر کانسی کا ایک بڑا سا مرتبان رکھا تھا۔ ناگ کو یہاں سے ماریا کی خوشبو آ رہی تھی۔ اس نے فوراً ایک کالے سانپ کی شکل بدلی اور مرتبان کی طرف بڑھا۔ مرتبان کے قریب جاتے ہی اسے ایک جھٹکا لگا اور وہ پیچھے گر پڑا۔ اس نے دیکھا۔ مرتبان کے ارد گرد سرخ کھریا مٹی سے ایک دائرہ کھینچ دیا گیا تھا۔ اس دائرے کے اندر جادو تھا اور کوئی اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔

ناگ مندر سے نکل آیا۔ چڑیا کا روپ دھار کر اڑتا ہوا باغ میں واپس آیا اور انسانی شکل اختیار کر لی۔ کیٹی درخت کی چھاؤں میں بیٹھی تھی۔ اس نے کیٹی

کو بتایا کہ ماریا مرتبان میں قید ہے۔ اسے اس کی خوشبو آ رہی تھی۔ سرخ سانپ نے ٹھیک کہا تھا۔

"مگر مرتبان کے گرد جادو کا دائرہ کھینچ دیا گیا ہے۔ کوئی اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا۔"

کیٹی نے کہا۔ "ہم جادو میں کالام جادوگر کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ بہتر یہی ہے کہ ہم بھیس بدل کر وہاں جاتے ہیں۔"

"کس قسم کا بھید؟"

کیٹی نے ناگ کے کان میں کچھ کہا۔ وہ مسکرایا۔ کیٹی نے چٹکی بجائی اور وہ ایک جوگن بن گئی۔ اس نے گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ کھلے کالے بال شانوں پر بکھرے تھے۔ ہاتھ میں اک تارا تھا۔ ماتھے پر سیندور کا ٹیکا لگا تھا۔ کالی لمبوتری آنکھوں میں سرمہ تھا۔

ناگ نے کہا۔ "خدا کی قسم تم اتنی خوبصورت جوگن بن گئی ہو کہ میرا جوگی بن جانے کو جی چاہتا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔ "جلدی سے سانپ بن جاؤ۔ کسی نے دیکھ لیا تو سارا بھانڈا پھوٹ جائے گا۔"

ناگ نے گہرا سانس لیا اور کالا سانپ بن گیا جس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

نے پھن اٹھا رکھا تھا۔ کیٹی نے اسے اٹھا کر اپنی گردن میں ڈال لیا اور اکتارا بجاتی ہوئی کالام کے مندر کی طرف چل پڑی۔ وہ ساتھ ساتھ اک تارا بجاتے ہوئے گاتی جا رہی تھی۔

"میں تو جوگن ہوں کالام کی
میں تو پوجا کروں کی کالام کی"

لوگ خوبصورت جوگن کو دیکھ کر اس کے پیچھے پیچھے چل پڑے۔ مندر کے سامنے جا کر جوگن کیٹی نے ناچتے ہوئے اونچی اونچی آواز میں گانا شروع کر دیا۔ مندر میں کالام جادوگر کو خبر ہوئی کہ کوئی جوگن اس کا نام لے کر گا رہی ہے۔ وہ اپنے تین پروہتوں کے ساتھ باہر آگیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک لمبے سیاہ بالوں والی خوبصورت جوگن گلے میں کالا سانپ لٹکائے اک تارے پر جھوم جھوم کر گا رہی ہے۔ کالام کو دیکھتے ہی جوگن کیٹی جھک گئی۔ اس نے جھک کر کالام جادوگر کو سلام کیا۔ اور ناگ سے کہا۔

"عظیم کالام کو سلام کرو۔"

سانپ نے بھی اپنا پھن کالام کے آگے جھکا دیا۔ کالام جادوگر اگرچہ بڑا بدمزاج، ظالم اور پتھر دل

جادوگر تھا مگر خوشامد نے اس کے دل پر بھی اثر کر دیا۔ اور وہ خوش ہو کر مسکرایا۔ لیکن جلدی سے پھر سنجیدہ ہو گیا اور کیٹی کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولا۔

"تم کون ہو اور کہاں سے آئی ہو؟"

جوگن کیٹی نے کہا۔ "عظیم کالام! میرا نام سندری ہے۔ میں ملک ہندوستان کے عظیم سنیاسی دھروپد کی بیٹی ہوں اور تمہاری شہرت سن کر تمہارے عشق میں گرفتار ہو گئی اور تمہارے نام کی مالا کا جاپ کرنے لگی۔ بس صرف تمہاری پوجا کرنے کے خیال سے ہندوستان سے یہاں تمہارے مندر میں آئی ہوں۔ بھگوان کا شکر ہے کہ تمہارے درشن ہو گئے۔ یہ سانپ میرا دوست ہے۔"

کالام کو بدمزاج سمجھ کر کوئی اس سے پیار محبت کی بات نہیں کرتا تھا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ ایک خوبصورت عورت اس کے ساتھ پیار جتا رہی تھی۔ وہ خوشی سے پھول کر کُپا ہو گیا۔ مگر آدمی بڑا جادوگر اور چالاک تھا۔ اپنے دل کی حالت چہرے پہ نہ آنے دی۔ چہرے کو اسی طرح کرخت بنائے رکھا اور بولا:

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"جوگن سندری! میں تمہیں اپنے مندر میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ آؤ میرے ساتھ۔ تمہیں میں اپنے دیوتا کے درشن کراتا ہوں۔"

"شکریہ عظیم کالام!"

اور جوگن کیٹی کالام کے ساتھ مندر میں داخل ہو گئی۔

ناگ سانپ کی شکل میں اس کے گلے سے لپٹا یہ سب عیاری دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ کالام جادو گر نے مندر کے ہال کمرے میں آکر پروہتوں کو وہاں سے ہٹا دیا اور کیٹی کو لے کر دیوتا کے سامنے آ گیا۔

"یہ ہمارے عظیم دیوتا کا بت ہے۔ یہ سمندروں، ہواؤں اور پہاڑوں پر حکمرانی کرتا ہے۔"

جوگن کیٹی نے دیوتا کے آگے سر جھکا دیا اور بولی:

"عظیم کالام! اس سامنے والے مرتبان میں کیا ہے؟"

کالام جادو گر نے مرتبان کی طرف دیکھ کر کہا۔

"اس میں دیوتا کی منظورِ نظر رقاصہ راج نرتکی قید ہے۔ سنیچر کی رات کو یہ رقاصہ دیوتا کے حضور رقص کرتی ہے۔"

جوگن کیٹی بولی۔ "کیا میں اسے دیکھ سکتی ہوں؟"

کالام کہنے لگا۔ "سنیچر کی رات جب اس کا رقص ہو گا تو تم دیکھ سکو گی۔"

جوگن کیٹی نے مسکراتے ہوئے مرتبان کے ارد گرد کھنچے ہوئے دائرے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا:

"یہ سرخ سیندور کا دائرہ کیسا بنا ہے اس مرتبان کے گرد؟"

کالام جادو بولا۔ "یہ میرا خاص جادو کا دائرہ ہے اس دائرے کے اندر سوائے میرے دوسرا کوئی داخل نہیں ہو سکتا۔"

جوگن کیٹی بولی۔ "عظیم کالام کی جے ہو۔ جیسی میں نے تمہاری تعریف سنی تھی تم ویسے ہی عظیم جادو گر ہو۔"

"آؤ اب میں تمہیں اپنے مندر کے دوسرے حصے دکھاتا ہوں۔"

کالام جادوگر نے جوگن کیٹی کو ساتھ لیا اور اسے سارا مندر دکھایا۔ کیٹی نے ایک ایک جگہ کو بڑے غور سے دیکھا۔ اور دل میں یاد کر لیا۔ اس کے بعد کالام جادو گر جوگن کیٹی کو ایک کمرے میں لے گیا جہاں فرش پہ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

قالین بچھا تھا۔ اس کے اوپر دسترخوان لگا تھا اور قسم قسم کے جنگلی پرندوں کا بھنا ہوا گوشت، پھل اور مٹھائیاں پڑی تھیں۔ کالام نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں تھوڑا سا کھانا کھا لینا چاہیئے۔"

اور وہ کھانے کے دسترخوان پر بیٹھ گئے۔ کھانا کھاتے ہوئے کالام جادوگر نے کہا۔

"سندری جوگن! کیا تمہارا باپ بہت بڑا سنیاسی ہے؟"

جوگن کیٹی بولی۔ "ہاں — وہ ہندوستان کا سب سے بڑا سنیاسی ہے۔"

کالام نے جوگن کیٹی کی طرف جھک کر کہا:

"کیا تمہارے باپ کو سونا بنانے کا گر آتا ہے؟"

جوگن کیٹی چونکی۔ آہستہ سے بولی۔

"میرے باپ کے پاس سونا بنانے کا ایسا نسخہ ہے کہ اگر وہ چاہے تو پورے پہاڑ کو سونے کا پہاڑ بنا سکتا ہے۔ لیکن وہ دنیا چھوڑ کر سنیاسی بن چکا ہے۔ اب اسے سونے کا لالچ نہیں رہا۔"

کالام جادوگر کی آنکھیں چمکنے لگیں۔ جوگن کیٹی نے یہ بات خاص طور پر نوٹ کی۔ اس نے آہستہ سے کالام سے پوچھا۔

"عظیم کالام! تم اتنے بڑے جادوگر ہو۔ کیا تمہارے پاس سونا بنانے کا کوئی جادو نہیں ہے؟"

کالام نے کہا۔ "بس جادو میں یہی ایک خامی ہے۔ میں اپنے جادو کے زور سے سونے کے پہاڑ کو مٹی بنا سکتا ہوں۔ بھاپ بنا کر اڑا سکتا ہوں مگر ایک چھوٹے سے روڑے کو سونا نہیں بنا سکتا۔"

کیٹی دل میں بڑی خوش ہوئی۔ اس کے ہاتھ کالام کی دکھتی رگ آ گئی تھی۔ اس نے کہا:

"میرا باپ تو سونے کا پورا محل بنا سکتا ہے۔"

کالام جادوگر نے بڑی دھیمی آواز میں جوگن کیٹی کے کان کے قریب منہ لے جا کر کہا:

"کیا تمہیں سونا بنانے کا گر آتا ہے؟"

جوگن کیٹی مسکرانے لگی۔ بولی:

"کبھی آتا تھا۔ مگر اب بھول گئی ہوں۔ کیونکہ مجھے تو سونے کی کوئی ضرورت نہیں۔ میرا سونا چاندی تو تم ہو — جے ہو عظیم کالام جادوگر کی۔"

کالام خاموش ہو کر کھانا کھانے لگا۔ لیکن دل میں اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ اس جوگن سے سونا بنانے کا گر معلوم کر کے رہے گا۔ کھانے کے بعد کالام نے جوگن

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی کو ساتھ لیا ۔ اور باغ میں ٹہلنے لگا ۔ پھر ہاتھ ملتے ہوئے کیٹی کی طرف دیکھ کر بولا :

"جوگن سندری! کیا تم سونا بنانے کا گر یاد کر سکتی ہو؟"

جوگن کیٹی نے کہا ۔ "جب مجھے سونا بنانے کی ضرورت ہی نہیں ہے تو اسے یاد کرنے کا کیا فائدہ؟"

کالام اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا کہ اصل مقصد زبان پر کیسے لائے ۔ پھر ذرا کھنکار کر بولا :

"بات یہ ہے سندری کہ میں دیوتا کا سونے کا ایک بہت بڑا بت بنانا چاہتا ہوں ۔ مگر میں جادو کے زور سے سونا نہیں بنا سکتا ۔ اس کے لئے مجھے تمہاری مدد کی ضرورت ہے ۔ کیا تم ذہن پر زور دے کر سونا بنانے کا گر یاد کر لو گی؟"

اصل میں کالام جادوگر سونا اکٹھا کرنا چاہتا تھا ۔ اسے سونے کا لالچ تھا ۔ اسے ملک پر حکومت کرنے کا لالچ تھا اور ڈھیروں سونا اکٹھا کر کے وہ شاہی فوج کے کمانڈر کو ساتھ ملا کر اسے سونے کی رشوت دے کر بادشاہ کو قتل کروا کر خود بادشاہ بننا چاہتا تھا ۔ اب جوگن کیٹی کو دیکھ کر اور اس کی بات سن کر اس کی خواہش چمک اٹھی تھی اور اس کے

دل میں امید پیدا ہو گئی تھی کہ وہ اس کی مدد سے سونے کی دولت حاصل کر کے ملک کے تخت پر قبضہ حاصل کر سکے گا

جوگن کیٹی بھی خوب جانتی تھی کہ دیوتا کا سونے کا بت بنانے کا تو محض بہانہ ہے ۔ اصل میں کالام کو خود سونا چاہئے ۔

اس نے کہا ۔ "اگر کوشش کروں تو سونا بنانے کا گر یاد کر سکتی ہوں ۔"

پھر کچھ سوچ کر بولی ۔ "لیکن یاد کرنے سے ہو سکتا ہے کوئی کمی رہ جائے ۔ کیوں نہ میں اپنے باپ سے پوچھ لوں۔"

کالام نے کہا : "لیکن اس کے لئے تمہیں واپس اپنے ملک ہندوستان جانا پڑے گا جو یہاں سے بہت دور ہے ۔"

جوگن کیٹی مسکرائی ۔ کہنے لگی ۔ "عظیم کالام! تم بہت بڑے جادوگر ہو ۔ اس میں کوئی شک نہیں ۔ لیکن ہم ہندوستانی سادھو جوگی بھی تھوڑا بہت جادو جانتے ہیں ۔ میں یہاں رہ کر اپنے باپ سے بات چیت کر سکتی ہوں ۔"

کالام جادوگر بولا ۔ "تو پھر اپنے باپ سے آج ہی بات کر کے سونا بنانے کا گر پوچھو ۔"

جوگن نے کہا ۔ "میں آج آدھی رات کو خاص عبادت کرنے اور اشلوک پڑھنے کے بعد اپنے باپ کو بلاؤں گی ۔"

کالام جادوگر بڑا خوش ہوا ۔ کہنے لگا ۔ "تو پھر میں کل صبح

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تمہیں ملوں گا۔ اگر تم نے مجھے سونا بنانے کا گُر بتا دیا تو میں تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ تم کو اس ملک کی مہارانی بنادوں گا۔

جوگنی کیٹی ہنسنے لگی۔ "عظیم کالام کی جے ہو۔ مجھے اس کی حسرت نہیں۔"

اور وہ کالام سے اجازت لے کر اپنی کوٹھڑی میں آ گئی۔ اس نے دروازہ بند کر لیا اور ناگ سے کہا۔

"کیسی رہی میری چال؟"

ناگ انسانی شکل میں آ کر بولا:

"تم نے تو کمال کر دیا کیٹی۔ اور وہ خود اپنے جال میں آ گیا ہے۔ کم بخت سونے کا لالچی ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس کا جادو سونا نہیں بنا سکتا۔"

کیٹی نے کہا۔ "میرا خیال ہے کہ وہ سونے کی بہت زیادہ دولت جمع کر کے اس سے کوئی خطرناک کام لینا چاہتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ اس ملک پر قبضہ کرنے کا خواب دیکھ رہا ہو۔"

ناگ بولا۔ "چاہے کوئی بھی خواب دیکھ رہا۔ ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ ہم تو ماریا کو اس کے جادو سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔"

کیٹی بولی: "میں بھی اسی فکر میں ہوں۔ کالام میرے ہاتھ میں

آ گیا ہے۔ کل اسے تھوڑا سا سونا بنا کر دکھا دوں گی۔ پھر اس سے ہر کام لے سکوں گی۔"

ناگ نے کہا۔ "لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ماریا کو آزاد نہیں کرے گا کیونکہ وہ دیوتا کو ناراض نہیں کرے گا۔"

کیٹی بولی۔ "اس کا باپ بھی ماریا کو اپنے جادو سے آزاد کر دیگا۔ تم ذرا آگے آگے دیکھتے جاؤ کہ میں کیا کرتی ہوں۔"

ناگ ہنس کر بولا۔ "کیٹی تم نے اس وقت ساحری کو مات کر دیا ہے۔"

"وہ کون تھا؟" کیٹی نے پوچھا۔

ناگ نے کہا۔ "بس یوں سمجھ لو کہ وہ تمہارا غلام تھا۔"

اسی طرح باتیں کرتے کرتے رات گزر گئی۔

دوسرے روز کالام خود جوگن کیٹی کو لینے اس کی کوٹھڑی کے باہر آیا۔ وہ اتنا بڑا جادوگر تھا کہ اس کو جوگن کیٹی کی تعظیم کرتے دیکھ کر مندر کے دوسرے پروہت اور پجاری بھی جوگن کیٹی کا بے حد احترام کرنے لگے تھے۔ کالام نے جوگن کیٹی کو ساتھ لیا اور اپنے خاص کمرے میں آ گیا۔ یہاں بڑے ہی قیمتی قالین بچھے تھے اور ریشمی پردے پڑے تھے۔ کالام کمخواب کی بڑی کرسی پر بیٹھ گیا اور جوگن کیٹی سے پوچھنے لگا۔

"سندری! کیا رات تمہاری ملاقات تمہارے والد سے ہوئی؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

"ہاں۔" کیٹی نے کہا۔

وہ خوش ہو کر بولا۔ "کیا تم نے ——"

کیٹی نے بات کاٹ کر کہا۔ "عظیم کالام کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ میں نے اپنے باپ سے سونا بنانے کا گُر پوچھ لیا ہے۔"

یہ سن کر خوشی سے کالام جادوگر کی باچھیں کھل گئیں۔

"کیا تم اب سونا بنا سکتی ہو؟"

"کیوں نہیں۔" کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

کالام جادوگر نے اٹھ کر کیٹی کے ہاتھ چوم لیے۔ خوشی سے اس کا چہرہ چمکنے لگا تھا اور آنکھوں میں ملک کا تخت و تاج حاصل کرنے کی ہوس تیز ہو گئی تھی۔ اس نے کیٹی سے کہا۔

"کیا تم مجھے سونا بنا کر دکھا سکتی ہو؟"

کیٹی نے بڑے سکون سے کہا۔ "کیوں نہیں۔"

اور اس نے کالام سے کہا کہ وہ لوہے یا مٹی کا کوئی برتن لائے۔ کالام فوراً باہر گیا اور مٹی کا ایک پیالہ اٹھا لایا۔ پیالہ اس نے کیٹی کے ہاتھ میں دے دیا۔ کیٹی نے پیالے کو میز پہ رکھا اور کالام سے کہا:

"میں اب ایک خفیہ منتر پڑھوں گی جو میرے باپ نے بتایا ہے اور یہ مٹی کا پیالہ سونے کے پیالے میں بدل جائے گا۔"

کالام حیرت سے جوگن کیٹی کی باتیں سن رہا تھا۔

جوگن کیٹی نے کہا۔ "اس پیالے کے اوپر کوئی کپڑا ڈال دو۔"

کالام جادوگر نے اپنا نیلا رومال پیالے پہ ڈال دیا۔

جوگن کیٹی نے پیالے کی طرف منہ کر کے آنکھیں بند کر لیں اور منہ ہی منہ میں یونہی جھوٹ موٹ منتر پڑھنے شروع کر دیئے۔ اس نے مٹی کے پیالے کا عکس اپنی آنکھوں میں جمایا اور کہا۔ "اے پیالے! سونے کا بن جا۔" اور چٹکی بجادی۔

آنکھیں کھول کر کالام جادوگر سے کہا:

"پیالے پر سے کپڑا ہٹا لو۔"

کالام نے کانپتے ہاتھوں سے پیالے پر سے رومال ہٹایا تو اس کی آنکھیں چکا چوند ہو گئیں۔ مٹی کا پیالہ سونے کا بن گیا تھا اور چمک رہا تھا۔ اس نے کیٹی کا ہاتھ تھام کر زور سے دبایا اور خوش ہو کر بولا۔

"سندری! تم نے میرا دل جیت لیا ہے۔ دیوتا کی قسم اب تم اس ملک کی ملکہ ہو گی۔ اور میں ——"

پھر کچھ سوچ کر چپ ہو گیا اور سونے کے پیالے کو الماری میں رکھ کر کیٹی کے پاس آ کر بولا: "اب میں چاہتا ہوں کہ تم میرے ساتھ میرے تہہ خانے میں چلو۔ وہاں پتھروں کا ایک ڈھیر لگا ہے۔ اس ڈھیر کو سونے کا بنا دو۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کیٹی نے کہا۔ "اتنے بڑے ڈھیر کو سونے میں تبدیل کرنے کے واسطے مجھے تین راتیں عبادت کرنی پڑے گی۔"

"کیا تم اس کے لئے تیار ہو سندری؟"

"کیوں نہیں۔ عظیم کالام کے لئے میں سب کچھ کروں گی۔ میں پرسوں رات سے اپنی خاص عبادت شروع کروں گی۔ کل ہفتہ ہے اور ہفتے یعنی سنیچر کو ہم ایسی عبادت نہیں کیا کرتے۔"

کالام بولا۔ "اچھی بات ہے۔ کل سنیچر کو میں تمہیں اپنے مندر کا خوبصورت جشن بھی دکھاؤں گا۔ اس جشن میں مرتبان کی رقاصہ دیوتا کے سامنے رقص کرے گی۔ تم دیکھ کر خوش ہو جاؤ گی۔"

کیٹی نے کہا۔ "میں بڑی خوشی سے اس جشن میں شریک ہوں گی ——— اچھا اب میں جاتی ہوں۔ مجھے باغ میں چہل قدمی کرتے ہوئے سورج دیوتا کی پوجا بھی کرنی ہے۔"

"تمہیں اجازت ہے سندری۔" کالام نے ہاتھ اٹھا کر کہا۔

جوگن کیٹی کالام جادوگر سے الگ ہو کر مندر کے باغ میں آکر کچھ دیر ٹہلتی رہی۔ پھر وہ سب کی آنکھ بچا کر اپنی کوٹھڑی میں آگئی۔ اندر آتے ہی اس نے دروازہ بند کر لیا اور گلے سے سانپ اتار کر کہا،

"ناگ! اب میرا آخری حملہ کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

ناگ نے انسانی شکل میں آکر پوچھا۔ "لیکن تم ماریا کے

مرتبان کے پاس کیسے جاؤ گی؟ اس کے گرد تو جادو کا حصار بنا ہوا ہے۔"

کیٹی نے کہا۔ "یہی تو میرا کمال ہو گا۔ بس تم دیکھتے جاؤ۔"

ناگ نے کہا۔ "دیکھتے دیکھتے تو میری آنکھیں پک گئی ہیں۔ کم بخت دن بھر سانپ بن کر تمہارے گلے میں پڑا رہتا ہوں۔ اتنی دیر میں کبھی سانپ نہیں بنا تھا۔"

کیٹی نے کہا۔ "ماریا کے لئے تمہیں یہ قربانی دینی پڑے گی ناگ۔"

"ماریا بہن کے لئے تو ہم ہر قسم کی قربانی دے سکتے ہیں۔ اچھا۔ یہ بتاؤ کہ اب تم کیا کرو گی؟ کیا اسے سونے کا ڈھیر بنا دو گی۔"

کیٹی ہنس پڑی۔ "میں خلائی لڑکی ہوں۔ اس جادوگر کو ایسا تگنی کا ناچ نچاؤں گی کہ ہاتھ ملتا رہ جائے گا۔"

اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی۔ ناگ فوراً سانپ بن گیا۔ کیٹی نے سانپ کو گلے میں ڈال لیا اور دروازہ کھولا۔ باہر کالام جادوگر کھڑا اس کی طرف دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

"سندری! تم کس سے باتیں کر رہی تھیں؟"

کیٹی کی تو جان ہی نکل گئی کہ اس بدبخت نے ان کی باتیں نہ سن لی ہوں۔ اس نے پوچھا۔ "کیا تم نے ہماری باتیں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

باتیں سن لی ہیں عظیم کالام؟"

کالام نے کہا۔ "نہیں۔ میں نے صرف ایک آدمی کی آواز سنی تھی مگر یہاں کوٹھڑی میں تو کوئی مرد نہیں ہے۔"

کیٹی نے ہلکی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا۔ "عظیم کالام! تم بہت بڑے جادوگر ہو۔ مگر میں بھی چھوٹی سی جادوگرنی ہوں۔ میں اس وقت تمہارا ہی کام کر رہی تھی۔"

"سچ؟" کالام نے خوش ہو کر کہا۔

"ہاں" کیٹی بولی "میں سونا بنانے کے سلسلے میں ایک بات بھول گئی تھی۔ اس وقت میں نے ہنگامی طور پہ اپنے باپ کی روح کو یہاں بلایا تھا اور میں اس سے وہ بھولی ہوئی بات پوچھ رہی تھی۔"

"تو کیا تم نے اپنے باپ سے وہ بات پوچھ لی؟"

"کیوں نہیں۔ اب نسخہ تیار ہے۔ ایسا سونا تیار کر کے تمہیں دوں گی کہ ساری دنیا میں اس کی نظیر نہیں ہو گی۔ لیکن اس کے لئے تمہیں ایک کام کرنا ہو گا۔"

کالام نے جھٹ کہا۔ "میں ضرور کروں گا۔ تم مجھے بتاؤ۔"

کیٹی بولی۔ "اندر آجاؤ۔"

کالام جادوگر کوٹھڑی میں آ کر بیٹھ گیا۔

کیٹی نے کہا۔ "پرسوں رات کو جب میں تمہارے لئے پتھروں

کے ڈھیر کو سونے میں تبدیل کرنے کے لئے بیٹھوں گی تو وظیفہ شروع کرنے کے بعد شیطانی طاقتیں مجھ پہ حملہ کرنے آئیں گی۔ اس کے لئے مجھے اپنے چاروں طرف ایک دائرہ کھینچنا پڑیگا۔ یہ دائرہ جادو کا ہوگا۔ اس کی وجہ سے شیطانی طاقتیں مجھے نقصان نہ پہنچا سکیں گی۔ کیا تم جادو کے زور سے ایسا دائرہ بنا سکوگے جیسا کہ تم نے مرتبان کے گرد بنایا ہے؟"

کالام جادوگر بولا۔ "یہ کونسی مشکل بات ہے۔ میں تمہیں دائرہ بنا دوں گا۔ پھر تم اس کے اندر بیٹھ جانا۔"

کیٹی نے کہا۔ "وہ دائرہ مجھے خود بنانا ہو گا۔ اگر تم میرے لئے بناؤ گے تو وظیفے کا اثر نہیں ہو گا اور پتھروں کا ڈھیر سونا نہیں بن سکے گا اور شیطانی طاقتیں مجھے ہلاک کر ڈالیں گی۔"

کالام جادوگر نے کہا۔ "تو میں تمہیں وہ منتر بتا دوں گا تم خود اپنے اردگرد دائرہ بنا لینا۔"

کیٹی بولی۔ "اور وہ منتر بھی بتانا ہو گا جس سے دائرے کا جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ جب میں دائرے سے باہر آنے لگوں گی تو مجھے خود منتر پڑھ کر دائرے کے جادو کو بے اثر کرنا ہو گا۔"

کالام جادوگر بولا۔ "یہ کونسی مشکل بات ہے۔ میں تم کو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دونوں منتر بتا دوں گا۔"

"پھر ابھی بتا دو۔ تاکہ میں اسے یاد کر لوں۔"

کالام جادوگر نے کہا۔ غور سے سنو اور انہیں اچھی طرح یاد کر لینا۔"

پھر کالام جادوگر نے دونوں ہاتھ اپنے سینے پر باندھ لئے اور کیٹی کو پہلے وہ منتر بتایا جس کو پڑھ کر اپنے ارد گرد جادو کا دائرہ کھینچا جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ منتر بتایا جس کے پڑھنے سے دائرے کا جادو بے اثر ہو جاتا ہے۔ کیٹی نے پہلا منتر تو اسی وقت بھلا دیا، بلکہ وہ منتر توجہ سے سنا ہی نہیں۔ صرف دوسرا منتر اس نے بڑے غور سے سنا اور اسے دل میں بار بار دہرا کر زبانی یاد کر لیا۔ پھر کالام کی طرف دیکھ کر بولی۔ "فکر نہ کرو۔ مجھے دونوں منتر یاد ہو گئے ہیں۔ اب میں چاہتی ہوں کہ کل کی رات چھوڑ کر پرسوں تمہارے تہہ خانے میں پتھروں کے ڈھیر کے آگے بیٹھ کر اسے سونے میں تبدیل کرنے کا وظیفہ شروع کر دوں گی۔"

کالام جادوگر اٹھ بیٹھا اور کیٹی کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا۔ کہنے لگا۔ "سندری! میرے ساتھ تیری قسمت کا سنہری سورج بھی طلوع ہونے والا ہے۔"

اور پھر مسکراتا ہوا باہر نکل گیا۔ کیٹی کو جب یقین ہو گیا

کہ وہ کوٹھڑی سے کافی دور چلا گیا ہے تو اس نے دروازہ بند کر کے سانپ کو نیچے اتار دیا۔ ناگ نے اس وقت انسانی شکل اختیار کر لی اور بولا۔ "کیٹی! میں تجھے مان گیا ہوں۔ تم واقعی وہ عورت ہو جو آسمان کی ٹاکی اتار بھی سکتی ہے اور پھر دوبارہ اسے لگا بھی سکتی ہے۔"

کیٹی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "پرسوں رات ماریا کو ساتھ لے کر ہم یہاں سے فرار ہو جائیں گے۔"

ناگ بولا۔ "لیکن سوچ سمجھ کر یہ قدم اٹھانا۔ کالام جادوگر کے پاس جادو کا خزانہ ہے۔ کہیں تم پر کوئی ایسا جادو نہ پھونک دے کہ لینے کے دینے پڑ جائیں۔"

کیٹی بولی۔ "اس کو کانوں کان خبر بھی نہیں ہو گی اور ہم اس منحوس مندر سے بہت دور نکل چکے ہوں گے۔"

آخر سنیچر یعنی ہفتے کی رات آ گئی۔

اس رات مندر کے چبوترے کو خوب پھولوں سے سجایا گیا۔ کیونکہ اس رات مرتبان میں سے ماریا کو نکال کر اس سے دیوتا کے آگے رقص کروانا تھا۔ دوسری طرف کیٹی بھی فرار کی تیاریاں کر رہی تھی۔ اس نے کالام کے ساتھ نیچے تہہ خانے میں جا کر پتھروں کا وہ ڈھیر دیکھا جس کے سامنے بیٹھ کر اس نے سونا بنانے کے لئے وظیفہ شروع کرنا تھا۔ اس نے

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالام سے کہا۔ "عظیم کالام! میں تمہاری شاہی رقاصہ کا رقص دیکھنے کے بعد یہاں وظیفہ کرنے بیٹھوں گی۔"

"جیسی تمہاری مرضی سندری!"

آدھی رات کو کالام جادوگر شاندار چمکیلا لباس پہن کر دیوتا کے سامنے آیا۔ جوگن کیٹی بھی دوسرے پجاریوں اور پروہتوں کے ساتھ وہاں موجود تھی۔ اس کے گلے میں ناگ سانپ کی شکل میں لپٹا ہوا تھا۔ کالام نے دیوتا کے آگے جھک کر اشلوک پڑھے اور پھر آہستہ آہستہ چلتا ہوا اس مرتبان کے پاس گیا۔ جس میں ماریا بند تھی۔ اس نے مرتبان کا ڈھکنا اٹھایا اور اندر سے ماریا باہر نکل آئی۔ اس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ زرد ہو رہا تھا۔ ناگ نے اپنی زبان میں کیٹی سے کہا،

"او خدایا! ماریا بہن کس قدر لاغر ہو گئی ہے۔"

مگر کیٹی سانپ کی زبان نہیں سمجھ سکتی تھی۔ ناگ اس کی زبان ضرور سمجھ جاتا تھا۔ وہ خاموشی سے ماریا کو تک رہی تھی۔ ماریا نے شاندار لباس پہن رکھا تھا اور اس کے سنہری بال کھلے تھے۔ کالام جادوگر نے اسے دیوتا کے سامنے لا کر کھڑا کر دیا اور موسیقاروں کو اشارہ کیا۔ اس وقت ڈھول تاشے بجنے لگے اور ماریا نے آہستہ آہستہ تھرکتے ہوئے دیوتا کے بت کے آگے رقص کرنا شروع کر دیا۔ ناگ پہلی بار ماریا کو

رقص کرتے دیکھ رہا تھا۔ اس کے رقص میں مجبوری اور بے بسی کا احساس تھا۔ اس کا جی چاہا کہ ابھی جا کر کالام کو ڈس کر ہلاک کر دے مگر وہ جانتا تھا کہ کالام سب سے بڑا جادوگر ہے اور اس پر اس کے زہر کا اثر نہیں ہوگا اور خوامخواہ ان کی اپنی سکیم بھی فیل ہو جائے گی۔ وہ دل پر جبر کر کے ماریا کا رقص دیکھتا رہا۔ حیرت کی بات یہ تھی کہ جادو کے اثر کی وجہ سے ماریا کو ناگ اور کیٹی کی خوشبو بھی نہیں آ رہی تھی۔

ماریا کبھی رقص کرتے کرتے دیوتا کے آگے جا کر جھک جاتی اور کبھی دونوں بازو فضا میں لہراتے ہوئے اٹھتی اور اپنے گرد گول چکر لگانے لگتی۔ ڈھول اور تاشے کی دھن تیز تر ہوتی گئی اور ماریا اس دھن پر دیوانہ وار ناچتی چلی گئی۔ پھر موسیقی رک گئی۔ رقص ختم گیا۔ کالام جادوگر نے آگے بڑھ کر دیوتا کے کے سامنے دو زانو ہو کر سر جھکایا اور پھر دعائیں مانگنے لگا۔ پھر اٹھا اور ماریا کا ہاتھ پکڑ کر اسے مرتبان میں دوبارہ بند کر کے اوپر ڈھکن دے دیا۔ اور بڑے سکون سے جادو کے دائرے میں سے منتر پڑھتا ہوا باہر نکل آیا۔ دائرے سے باہر نکلنے کا یہ وہ منتر تھا جو اس نے کیٹی کو بھی بتا دیا تھا اور وہ اس وقت اپنے دل میں اسے دہرا رہی تھی۔ اس کے بعد جشن رقص ختم ہو گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کالام جادوگر سیدھا جوگن کیٹی کے پاس آیا اور آہستہ سے بولا۔ "میرا خیال ہے تمہارے وظیفے کا وقت آ گیا ہے۔"

"ہاں ۔ میرے ساتھ تہہ خانے میں چلو۔" کیٹی نے کہا۔

کالام نے کیٹی کو ساتھ لیا اور مندر کی بھول بھلیوں سے ہوتا ہوا نیچے ایک تاریک تہہ خانے میں آ گیا۔ اس نے طاق میں رکھی ہوئی شمع روشن کی اور کیٹی نے دیکھا کہ دیوار کے ساتھ چھوٹے چھوٹے پتھروں کا ایک ڈھیر لگا ہوا تھا۔ کالام جادوگر نے اس ڈھیر کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"سندری! ان پتھروں میں میری اور تمہاری زندگی کی روشنیاں چھپی ہوئی ہیں۔ ان پتھروں کو سونا بنا دو گی تو تمہارے سر پر بابل کی ملکہ کا تاج ہو گا۔ یہ میں تم سے وعدہ کرتا ہوں۔"

کیٹی نے پتھروں کو دیکھا اور پھر دل میں کہنے لگی کہ احمق لالچی انسان! یہ پتھر تیری عقل پہ پڑیں گے۔ اوپر سے مسکرا کر بولی: "فکر نہ کرو کالام! میں وظیفہ کرنے بیٹھ رہی ہوں۔ صبح ہونے کے ساتھ ہی یہ پتھروں کا ڈھیر سونا بن جائے گا۔ لیکن میری ایک شرط ہے۔"

کالام نے کہا۔ "جلدی بتاؤ کونسی شرط ہے؟"

کیٹی بولی۔ "صبح تک مندر میں سب پجاری اور پروہت اور تم بھی اپنی اپنی کوٹھڑیوں میں بند رہو۔ کوئی باہر نہ نکلے۔ نہیں

تو میرا وظیفہ الٹا ہو جائے گا۔"

کالام نے کہا۔ "ہم سب کوٹھڑیوں میں بند ہو جائیں گے۔ کوئی باہر نہیں نکلے گا۔ تم بے فکر رہو۔"

کیٹی نے ڈھیر کے سامنے بیٹھتے ہوئے کہا۔

"اب میرے ارد گرد جادو کا دائرہ بنا دو تاکہ شیطانی طاقتیں مجھ پہ حملہ نہ کر سکیں۔"

کالام نے کہا۔ "مگر تم نے تو کہا تھا کہ یہ جادو کا منتر تم خود پڑھو گی اور خود دائرہ بناؤ گی۔"

اب کیٹی کو خیال آیا کہ اس سے بھول ہو گئی ہے۔ جھٹ بولی۔ "کوئی بات نہیں۔ تم بھی منتر پڑھ سکتے ہو۔ اصل معاملہ دائرے سے باہر نکلتے وقت منتر پڑھنے کا ہے۔ وہ میں خود پڑھوں گی۔ مجھے یاد ہے۔"

"جیسے تمہاری مرضی۔"

کالام نے منہ ہی منہ میں منتر پڑھنا شروع کیا اور کیٹی جہاں بیٹھی تھی اس کے ارد گرد دائرہ کھینچ دیا۔ کالام کو کیٹی نے ہاتھ کے اشارے سے واپس چلے جانے کا اشارہ کیا۔ کالام نے آخری بار پتھروں کے ڈھیر پہ نگاہ ڈالی۔ اسے وہ سونے کا ڈھیر دکھائی دیا۔ کالام مسکرایا اور تہہ خانے سے نکل گیا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

خونی مندر سے فرار

کالام جادوگر کے جانے کے بعد کیٹی کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی۔ اس کی گردن میں پڑا ہوا ناگ بھی سانپ کے روپ میں خاموش رہا۔ کیونکہ ہو سکتا تھا کہ جادوگر کسی جگہ سے جھانک رہا ہو۔ جب کالام کو گئے کافی دیر گزر گئی تو کیٹی نے سانپ کو گردن میں سے اتار کر اپنے قریب ہی زمین پر رکھ دیا اور کہا:

"ناگ! اب تم انسانی شکل میں آ جاؤ۔"

ناگ نے سانس کھینچا اور انسان بن گیا۔ دونوں جادو کے دائرے کے اندر ہی بیٹھے تھے۔ کیونکہ اس دائرے سے ناگ بھی جادو کا اثر ضائع کئے بغیر باہر نہیں نکل سکتا تھا۔ کیٹی نے کہا:

"کیا خیال ہے ہمیں اپنا کام شروع کر دینا چاہیے؟"

ناگ کہنے لگا۔ "میرا خیال ہے ہمیں کچھ وقت اور انتظار کرنا چاہیے۔"

کیٹی نے کہا: "کالام کوٹھڑی میں بند ہو گیا ہو گا۔ کیونکہ اسے معلوم ہے کہ اگر وہ باہر رہا تو یہ پتھر سونا نہیں بن

سکیں گے۔"

ناگ نے کہا۔ "یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہمیں ذرا رک جانا چاہیے۔"

پھر ناگ بولا۔ "یہ دائرہ بڑا تنگ ہے۔ میں تو جادو کے ڈر کے مارے ٹانگیں بھی نہیں پسارتا۔ تم منتر پڑھو تاکہ ہم اس دائرے سے باہر تو نکلیں۔"

"بہت اچھا۔"

اور کیٹی کو جو منتر یاد تھا۔ اس نے پڑھ کر دائرے پر پھونک ماری اور پھر سب سے پہلے خود بغیر کسی نقصان کے بڑے آرام سے دائرے میں سے باہر نکل آئی۔ اس کے بعد ناگ بھی دائرے سے باہر آ گیا۔ کچھ دیر وہ تہہ خانے میں بیٹھے ماریا کے بارے میں اور عنبر کے بارے میں باتیں کرتے رہے۔ وہ آہستہ آہستہ بول رہے تھے۔ انہیں یہ بھی فکر تھا کہ کہیں کالام جادوگر جادو کے زور سے ان کی باتیں سن نہ رہا ہو۔ جب تہہ خانے میں آئے انہیں کافی دیر ہو گئی تو کیٹی نے کہا: "ناگ! اب ہمیں اوپر چل کر ماریا کو آزاد کرانا ہے۔ تم سانپ بن کر میری گردن سے لپٹ جاؤ۔"

ناگ سانپ بن کر کیٹی کی گردن سے لپٹ گیا۔ کیٹی آہستہ سے اٹھی اور تہہ خانے میں سے نکل کر اوپر والی راہداری میں آ گئی۔ یہ جگہ بالکل سنسان تھی۔ یہاں سے گزرتی ہوئی وہ مندر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کے بڑے کمرے میں آئی۔ یہاں رات کو اکثر پروہت اور پجاری بیٹھے بھجن گایا کرتے تھے۔ آج ان میں سے کوئی بھی وہاں نہیں تھا۔ کیٹی نے ناگ سے کہا۔ "کالام نے اپنا وعدہ پورا کیا ہے۔ پجاری پروہت سب غائب ہیں۔ بڑا سنہری موقع ہے۔"

ناگ نے کوئی جواب نہ دیا۔ کیونکہ اسے معلوم تھا کہ کیٹی اس کی بات نہیں سن سکے گی۔ کیٹی دیواروں اور ستونوں کے ساتھ لگ کر چلتی ہوئی بڑے ہال کمرے میں آئی۔ جہاں دیوتا کا بڑا بت خاموش کھڑا تھا۔ اس جگہ رات کو ضروری پجاری موجود رہتے تھے۔ مگر اس رات وہاں کوئی نہیں تھا۔ کیٹی کی سکیم کامیاب جا رہی تھی۔ اب اس سکیم کا آخری مرحلہ باقی تھا جو سب سے زیادہ خطرناک تھا۔ کیٹی بڑے بت کے پیچھے سے ہو کر چبوترے والی دیوار کے پاس آ گئی۔ جہاں کانسی کے مرتبان میں ماریا قید میں پڑی تھی اور مرتبان کے گرد جادو کا خطرناک دائرہ بنا دیا گیا تھا۔

اب وقت ضائع کرنا خطرناک ثابت ہو سکتا تھا۔ کیٹی نے دائرے کے قریب آ کر منتر پڑھا اور دائرے میں داخل ہو گئی۔ پھر اس نے دوبارہ دائرے سے باہر نکلنے کا جادوئی منتر پڑھا اور کانسی کے مرتبان کو کھینچ کر دائرے سے باہر آ گئی۔ یہ بڑا نازک لمحہ تھا۔ مگر گزر گیا۔ اور مرتبان بڑی آسانی سے دائرے

میں سے باہر آ گیا۔ جادو بے اثر ہو چکا تھا۔ کیٹی نے مرتبان کا ڈھکن اٹھا دیا۔ اس کے اندر ماریا کہیں نہیں تھی مگر اسے ماریا کی بڑی تیز خوشبو آ رہی تھی۔

ناگ نے چلا کر کہا۔ "کیٹی! ماریا اندر ہی ہے۔"

مگر کیٹی نے اس کی آواز نہ سنی۔ ناگ نے سانس کھینچا اور انسانی شکل میں آ گیا۔ چونکہ وہ کیٹی کی گردن میں لپٹا ہوا تھا اس لئے اپنے بوجھ کی وجہ سے کیٹی کے ساتھ ہی زمین پر گر پڑا۔ ماریا کی آواز آئی۔ "تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟"

ناگ نے کہا۔ "سبحان اللہ! یعنی ہم جو تمہیں اتنے پاپڑ بیل کر یہاں سے نکالنے آئے ہیں، پاگل ہیں۔"

کیٹی بولی۔ "ماریا بہن! کیا تم ہمارے پاس ہو؟"

ماریا نے کہا۔ "کیوں نہیں۔ کالام کا جادو اس دائرے سے باہر نکلتے ہی ختم ہو گیا ہے۔ اور میں اپنی اصلی حالت میں آ گئی ہوں۔ یعنی کہ غائب ہو چکی ہوں۔"

ناگ نے کہا۔ "یہاں سے جتنی جلدی ہو سکے نکل چلو۔"

"ماریا ہمارے ساتھ رہنا۔" کیٹی نے کہا۔

"میں تمہارے ساتھ ہوں جوگن بہن۔"

کیٹی ہنسنے لگی۔ ناگ نے کہا:

اگر یہ جوگن کا روپ نہ دھارتی تو تم اس وقت مرتبان

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

میں پڑی ہوتی۔"

ماریا نے کہا۔" میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں کیٹی بہن! لیکن یہاں سے بھاگو۔ کالام جادوگر بڑا خبیث ہے اور بڑا طاقتور جادوگر ہے۔ اگر اسے ذرا بھی بھنک پڑ گئی تو ہم تینوں کسی مصیبت میں پھنس جائیں گے۔ میں تو حیران ہوں کہ تم لوگ یہاں تک آ کیسے گئے؟"

ناگ نے کہا۔" یہ لمبی کہانی ہے پھر سنائیں گے۔"

اور وہ تینوں مندر کے ہال کمرے سے نکل کر اس راہ داری میں سے گزرنے لگے جو مندر کی بڑی ڈیوڑھی کی طرف جاتی تھی۔ یہاں بھی سناٹا چھایا ہوا تھا اور کوئی پجاری نہیں تھا۔ راہ داری میں ایک چراغ جل رہا تھا۔

ماریا نے آہستہ سے کہا۔" یہ پجاری پروہت آج کہاں چلے گئے ہیں؟"

کیٹی نے جواب دیا۔" یہ میری کارستانی ہے ماریا بہن! کہیں بیٹھیں گے تو سناؤں گی۔"

ناگ نے کہا۔" ہوشیار! مجھے ڈیوڑھی میں آدمی کا سایہ نظر آیا ہے۔"

وہ تینوں خاموش ہو کر وہیں رک گئے اور اندھیرے میں غور سے دیکھنے لگے۔ تینوں کو اندھیرے میں بہت کچھ

نظر آجاتا تھا۔ ناگ نے کہا۔

"دو پجاری پہرہ دے رہے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔" ان کی تو میں ابھی جا کر خبر لیتی ہوں۔"

ناگ نے کہا۔ "تم یہیں ٹھہرو۔ میں جاتا ہوں۔"

ماریا نے سرگوشی میں کہا۔" نہیں۔ میں جاؤں گی۔ مجھے ان دونوں سے اپنی ساری مصیبتوں کا انتقام لینا ہے۔"

ڈیوڑھی کے بڑے دروازے پر دو پہلوان قسم کے ہٹے کٹے پجاری پہرہ دے رہے تھے۔ اچانک ایک پجاری کو گردن پر کسی کی ٹھنڈی انگلیوں کا احساس ہوا۔ اس نے اپنی گردن کو ہاتھ سے جھاڑتے ہوئے کہا۔

"آج سردی کیوں لگ رہی ہے؟"

دوسرا پجاری بولا۔"سردی کہاں ہے؟ موسم تو گرم ہے۔"

پہلا کہنے لگا۔" مجھے اپنی گردن پر ایسا محسوس ہوا تھا جیسے کسی نے اپنی ٹھنڈی انگلیاں رکھ دی ہوں۔"

دوسرا ہنسا۔" تم بزدل ہو۔ ہمیشہ رات کو ڈرتے رہتے ہو۔ مجھے کبھی ڈر نہیں لگا۔ میں بہادر ہوں تمہاری طرح بزدل بکری نہیں ہوں۔"

پھر اچانک وہ جہاں تھا وہیں رک گیا۔

پہلے پجاری نے پوچھا۔" کیا ہوا؟"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

دوسرا گردن پر ہاتھ رکھ کر لرزتی ہوئی آواز میں بولا۔

"میری گردن کو کسی نے پکڑ لیا ہے"

پہلا پجاری اچھل کر پرے ہٹ گیا۔ ماریا کو خطرہ محسوس ہوا کہ کہیں یہ دونوں شور نہ مچا دیں۔ اس نے دونوں کو گردنوں سے پکڑا اور بجلی ایسی تیزی کے ساتھ دونوں کے سر ایک دوسرے سے ٹکرا دیئے۔ ٹکر اتنی زور کی تھی کہ دونوں پجاری چکرا کر زمین پر گر پڑے۔ ماریا نے ان کی گردنوں پر پاؤں رکھ کر زور سے جھٹکا مارا اور دونوں کی گردنیں ٹوٹ گئیں۔ پھر وہ ناگ اور کیٹی کے پاس آ کر بولی۔

"میدان صاف ہے"

ناگ نے آگے بڑھ کر دروازے کی کنڈی اتار کر دروازہ کھول دیا۔ باہر رات کی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ وہ تینوں مندر کے دروازے سے باہر نکل گئے۔ اپنے پیچھے انہوں نے دروازہ بند کر دیا تھا۔ باہر آتے ہی کیٹی نے کہا۔

"ناگ! ہمیں اپنا اپنا حلیہ بدل لینا چاہئے۔ کیونکہ ابھی ہمیں شہر کے بڑے دروازے میں سے گزرنا ہے اور وہاں سپاہی کھڑے ہوتے ہیں۔"

ماریا نے کہا۔" ناگ تو سانپ یا چڑیا بن جائے گا، مگر کیٹی تم کیسے دوسرا روپ بدلو گی۔"

کیٹی نے کہا۔" میں اب چٹکی بجا کر جو روپ چاہے بدل سکتی ہوں۔ یہ جو تم میرا جوگن کا روپ دیکھ رہی ہو یہ میں نے چٹکی بجا کر بدلا تھا۔ اور تمہیں مرتبان سے باہر نکالتے ہوئے پھر چٹکی بجا کر میں نے اپنی شکل اصلی بنا لی تھی۔ کیونکہ جوگن کے روپ میں تم مجھے نہیں پہچان سکتی تھیں۔"

ماریا نے کہا۔" تو پھر ایسا کرو۔ تم دونوں پرندے بن کر شہر کی چار دیواری کے بڑے دروازے کے اوپر سے باہر نکل جاؤ۔ میں دروازے میں سے گزر کر تمہیں باہر آ کر ملتی ہوں۔"

ناگ اور کیٹی اسی وقت دو سیاہ پرندے بن کر اڑ گئے۔ اور ماریا نے غیبی حالت میں ہی شہر کے بڑے دروازے کی طرف چلنا شروع کیا۔ وہ تیز تیز چل رہی تھی۔ شہر کا دروازہ بند تھا اور سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ مگر ماریا کو کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ ماریا بند دروازے میں سے ہی گزر گئی۔ باہر آ کر اس نے ایک درخت کی طرف دیکھا۔ دو پرندے اس کی شاخ پر بیٹھے تھے۔ ماریا نے ہلکی سی سیٹی بجائی۔ دونوں پرندے اڑ کر نیچے آ گئے اور انہوں نے انسان کی

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

شکل اختیار کر لی۔ اب کیٹی جوگن نہیں تھی بلکہ اپنی اصلی چوکور آنکھوں والی شکل میں تھی۔ وہ دوڑ کر کیٹی اور ناگ کے پاس آگئی۔

"ہمیں گھوڑوں کی سخت ضرورت ہے۔" ناگ نے کہا۔

کیٹی نے اب آنکھوں کے آگے پلّو نہیں کیا ہوا تھا۔ ایک طرف دیکھ کر بولی: "وہ سامنے دیوار کے ساتھ دو گھوڑے بندھے ہیں۔ کیوں نہ ان قسمت آزمائی جائے۔"

"بڑے شوق سے۔" ناگ نے کہا۔

کیٹی، ناگ اور ماریا دیوار کے قریب گئے تو غائب ماریا کی موجودگی کا احساس کرتے ہوئے گھوڑے ہنہنائے۔ کیٹی اور ماریا ایک طرف ہٹ گئے۔ بڑی مشکل سے ناگ نے گھوڑوں کو کھولا۔ ایک گھوڑے پر ماریا اور کیٹی سوار ہو گئے اور دوسرے پر ناگ بیٹھ گیا۔ انہوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ گھوڑے پہلے ہی ڈرے ہوئے تھے۔ ایڑ کے لگتے ہی ہوا سے باتیں کرنے لگے۔

اب ہم ان کو تو گھوڑوں پر سوا ہوا سے باتیں کرتا چھوڑتے ہیں اور ذرا ڈھائی ہزار سال آگے کی طرف چل کر عنبر کی خبر لیتے ہیں کہ وہ بے چارہ جس مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ اس کا کیا حال ہے۔ یہ بھی انوکھی مصیبت تھی۔

ناتِ اعمال، اس کی شکل دلّی کی کمہارن خانم کے گمشدہ خاوند شرفو سے ملتی تھی۔ بس وہ اسے اپنا خاوند سمجھ کر بال بچوں سمیت عنبر سے لپٹ گئی۔ بے چارہ عنبر انسانی جذبے کی خاطر اور اس خیال سے کہ چھوٹے بچوں کا دل نہ ٹوٹ جائے وہ ان کا باپ بن کر وہیں رہ گیا۔

ناگ اور کیٹی اسے دلّی کے قریب کمہاروں کے ایک گاؤں میں خانم کمہارن کے بال بچوں کے پاس چھوڑ کر آگے چلے گئے تھے۔ عنبر اس گاؤں میں ایک شریف کمہار بن کر وقت گزارنے لگا۔ جنگل میں جا کر مٹی کھودتا۔ گدھوں پر لاد کر گھر لاتا، اسے گوندتا اور پھر اپنی بیوی خانم کے ساتھ مل کر چاک گھما کر اس پر لوٹے، گھڑے اور صراحیاں بناتا۔ اس کی بیوی بڑی خوش تھی کہ اس کا خاوند واپس اس کے پاس گھر آ گیا ہے اور بچے بھی خوش تھے کہ انہیں ان کا باپ مل گیا ہے۔ صرف عنبر اداس تھا کیونکہ وہ ناگ، ماریا اور کیٹی سے جدا ہو گیا تھا۔

اسے کچھ خبر نہیں تھی کہ وہ کب تک اسی طرح زندگی بسر کرے گا اور کب تک لوٹے، صراحیاں بناتا رہے گا۔ دن بھر وہ کام کرتا اور ہفتے میں دو بار شام کو شہر دلّی میں جا کر مٹی کے برتن بڑے دکاندار کے ہاں بیچ آتا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسی طرح کافی دن گزر گئے۔ ان ہی دنوں دلّی میں ایک انگریز آکر گورنر لگا۔ اس کا نام فریزر تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی شہرت بڑی بدنام ہو گئی۔ لوگوں میں مشہور ہو گیا کہ وہ بڑا بدمعاش اور لفنگا انگریز ہے اور کسی کی عزت کو عزت نہیں جانتا۔ لوگوں کے گھروں میں زبردستی گھس کر ان کی لڑکیاں اغوا کر کے لے جاتا ہے اور چونکہ وہ گورنر بہادر ہے اس لئے کسی کی جرأت نہیں کہ اس پر ہاتھ ڈالے۔ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر اور اردگرد کے گاؤں میں گشت کرتا تھا۔ جو عورت پسند آجاتی اسے اٹھا کر لے جاتا اور پھر اس عورت کی کوئی خبر نہ ملتی۔ لوگ بادشاہ کے پاس قلعے میں شکایت لے کر جاتے تو وہ شرم کے مارے سر جھکا لیتا۔ کیونکہ وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اسے تو ایک کھلونے کی طرح انگریزوں نے تخت پر بٹھا رکھا تھا۔ دلّی میں اصل حکومت گورنر فریزر کرتا تھا۔

کرنا خدا کا کیا ہوا کہ ایک شام عنبر مٹی کے برتن بیچنے دلّی آیا۔ برتن بیچ کر پیسے کھیسے میں ڈال کر گدھے پر سوار واپس گاؤں پہنچا تو وہاں اس کے دونوں بچے رو رہے تھے۔ گاؤں کے دوسرے لوگ پریشان بیٹھے تھے۔ عنبر نے پوچھا۔ "کیا بات ہو گئی ہے۔ میرے بچے

کیوں رو رہے ہیں؟"

گاؤں کے بوڑھے نے آنکھوں میں آئے ہوئے آنسو پونچھ کر کہا۔ "شرفو بیٹا! تیری جانی (بیوی) کو فریزر بہادر اٹھا کر لے گیا ہے۔"

اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ عنبر کو سخت طیش آیا۔ اگرچہ خانم کمہارن اس کی اصلی بیوی نہیں تھی۔ پھر بھی عنبر اس کی بے حد عزّت کرتا تھا۔ اس نے اپنے بچوں کو چپ کرا کر تسلی دی اور گاؤں کے چوہدری سے کہا۔ "چاچا! میں اپنی بیوی کو گورنر سے واپس لینے جا رہا ہوں۔"

گاؤں کا چوہدری اور دوسرے لوگ اس کے پاؤں پڑنے لگے۔

"شرفو! خدا کے لئے اپنی جوانی اور چھوٹے چھوٹے بچوں پر رحم کر۔ انگریز گورنر بہادر سے کون ٹکر لے سکتا ہے۔ وہ تو کھڑے کھڑے کھال کھنچوا دیتا ہے۔ شرفو مت جا!"

عنبر نے کہا۔ "چاچا! میرے بچوں کا خیال رکھنا میں اپنی بیوی خانم اور اپنے بچوں کی ماں کو واپس لے کر آؤں گا بلکہ گورنر بہادر اسے خود یہاں چھوڑنے آئے گا اور میرے بچوں سے معافی مانگے گا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گاؤں کے لوگ تو ایک دوسرے کا منہ تکنے لگے۔ سمجھ گئے کہ بیوی کے غم میں شرفو کا دماغ پھر گیا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے عنبر سے کچھ نہ کہا اور وہ شاموں شام ہی واپس شہر کی طرف روانہ ہو گیا۔ شہر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔ اور دلی شہر کے گلی محلوں میں چراغ جل اٹھے تھے۔ عنبر نے سوچا کہ رات کسی جگہ آرام کیا جانا چاہیے۔ پھر خیال آیا کہ جو کرنا ہے راتوں رات ہی کرنا چاہیے۔ جس آدمی کو شہر میں عنبر مٹی کے برتن دیتا تھا، اسی کے گھر آ گیا۔ اس نے پوچھا:

"شرفو میاں خیریت تو ہے تم پھر آ گئے گاؤں سے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا: "یار! یہ بتاؤ کہ یہ جو فرنگی فریزر ہے اس سے ملاقات کہاں ہو سکتی ہے۔"

دکاندار نے اوپر سے نیچے تک شرفو کو دیکھا۔ کہاں ایک کمہار اور کہاں دلی کا بلکہ آدھے ہندوستان کا مالک گورنر فریزر! ضرور شرفو کا دماغ چل گیا ہے۔ ہنس دیا اور بولا۔

"تم تھکے ہوئے لگتے ہو شرفو! تم آرام کرو۔ میں تمہارے لئے گرم گرم دودھ لاتا ہوں۔"

عنبر نے کہا۔ "بھائی سلام دین میں بالکل ٹھیک ہوں۔ تم مجھے صرف یہ بتا دو کہ گورنر بہادر فریزر کا مکان کہاں ہے؟"

سلام دین سر کھجانے لگا۔

"شرفو میاں! میں تو کبھی ادھر نہیں گیا۔ مگر سنا ہے کہ ہمایوں کے مقبرے میں اس نے اپنا گھر بنا رکھا ہے۔"

عنبر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ "اچھا تو سلام دین بھائی! کل ملیں گے۔ خدا حافظ!"

سلام دین عنبر کو پکڑتا ہی رہ گیا کہ پاگل ہو گیا ہے، مارا جائے گا۔ مگر عنبر رکنے والے دن پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ وہ اس کے گھر سے نکل کر سیدھا ہمایوں کے مقبرے کی طرف روانہ ہو گیا۔ ان دنوں اکے چلا کرتے تھے جن کے آگے مریل گھوڑے جتے ہوتے تھے۔ عنبر ایک اکے پر بیٹھ گیا اور مقبرہ ہمایوں کے باہر جا کر اتر گیا۔ یہاں رات کے اندھیرے میں مقبرے کے اندر روشنیاں جگمگا رہی تھیں۔ باہر ہندوستانی سپاہی پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر نے ایک دکاندار سے جو کڑوا تیل اور دال بیچتا تھا، معلوم کیا کہ "گورنر بہادر مقبرے کے اندر ہی ہیں کیا؟" دکاندار نے بھی سر سے پاؤں تک عنبر کو دیکھا اور ہنس کر کہا۔

"جاؤ میاں کسی پاگل خانے میں جا کر داخل ہو جاؤ۔ میرا سر کیوں کھانے آ گئے ہو۔"

عنبر کو سخت غصہ آیا کہ یہ شہر اس قدر بے غیرت ہو

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گیا ہے کہ کسی کے تصوّر میں بھی یہ بات نہیں آتی کہ ظالم کے گریبان میں بھی ہاتھ ڈالا جا سکتا ہے۔ ہر کوئی گورنر کا نام سُن کر حیران پریشان ہو رہا ہے۔

عنبر نے کہا۔" بھائی میں صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا تمہیں معلوم ہے کہ گورنر فریزر اپنے مکان میں ہے؟ یہیں مقبرے میں رہتا ہے نا وہ؟"

دکاندار نے منہ پر انگلی رکھ کر کہا۔

" بھائی کیوں میری جان لوگے۔ مجھے توپ دم کرواؤ گے۔ ادب سے نام لو گورنر بہادر کا۔ میاں بہتر یہی ہے کہ یہاں سے چلتے بنو۔ جاؤ۔ اپنا کام کرو۔"

عنبر نے دکاندار کی گردن کو پکڑ کر ذرا سا، معمولی سا جھٹکا دیا اور وہ تڑپ کر دُور جا گرا۔ عنبر نے اسے جھنجھوڑ کر کہا۔

" تمہاری غیرت کہاں چلی گئی ہے؟ تم لوگوں نے گورنر کو خدا جانے کیا سمجھ رکھا ہے۔ اسی لئے وہ تمہارے گھروں میں گھس کر تمہیں ذلیل کرتا ہے۔ بتاؤ وہ کہاں ہے؟"

دکاندار کی گھگھی بندھ گئی تھی سمجھ گیا کہ کسی پاگل خانے سے بھاگے ہوئے پاگل سے واسطہ پڑ گیا ہے۔ ہاتھ باندھ کر بولا۔

" گورنر بہادر پارٹی پر لال قلعے کے سامنے والے بنگلے میں گئے ہیں۔"

" ایسے بکو ناں۔"

عنبر نے اسے چھوڑ دیا اور وہیں سے اکّے پر بیٹھ کر واپس قلعے کی طرف چلا۔ قلعے کے سامنے ایک سرسبز گھاس کا میدان تھا جو اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ لیکن اس میدان میں ایک جانب بڑا خوبصورت اِک منزلہ انگریزی فیشن کا بنگلہ بنا ہوا تھا۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ یہی گورنر بہادر فریزر کا دفتر اور اس کا مکان ہے اور آج وہاں اس نے اپنے انگریز دوستوں کو جمع کر کے پارٹی دے رکھی ہے۔ عنبر جب گورنر فریزر کے بنگلے کے قریب پہنچا تو دیکھا کہ اندر بڑی رنگا رنگ بتیاں جل رہی ہیں۔ عورتوں اور مردوں کے قہقہوں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ بیرے شربت اور کافی پیش کر رہے تھے۔ انہوں نے سفید وردیاں پہن رکھی تھیں۔ عنبر راستے سے ہٹ گیا۔ پیچھے سے دو گھوڑوں والی بگھی آ رہی تھی۔ جونہی بگھی عنبر کے قریب سے گزری عنبر چھلانگ لگا کر بگھی کے پیچھے سائیس کی سیٹ پر کھڑا ہو گیا۔ جب بگھی گورنر کے بڑے دروازے میں سے نکل کر بنگلے کے برآمدے کے پہلو میں نیم کے درختوں

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

بگھی سے گزری تو عنبر نے درختوں میں چھلانگ لگا دی۔ بگھی آگے جا کر رک گئی اور اس میں سے دو انگریز عورتیں پرانے زمانے کے بڑے بڑے پھولے ہوئے گھگھرے پہنے باہر نکلیں اور چھوٹے چھوٹے سفید چینی پنکھوں سے چہروں کو ہوا دیتی بنگلے میں داخل ہو گئیں۔ عنبر ایک خاص موقع کا انتظار کرنے لگا۔

وہ درختوں میں چھپا ہوا تھا۔

آخر جو وہ چاہتا تھا ہونے لگا۔ ایک بیرہ سفید وردی پہنے بڑا جھومتا جھامتا طشت ہاتھ میں لئے باہر چلا آ رہا تھا۔ شاید وہ کسی کو تلاش کر رہا تھا۔ جب وہ عنبر کے قریب سے گزرا تو عنبر نے بڑے آرام سے اسے گردن سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچ لیا۔ اس کے ہاتھ سے طشت گرتے گرتے بچا۔ وہ عنبر کی طرف غور سے دیکھ کر بولا۔

”کون ہو تم بدتمیز؟“

عنبر مسکرایا۔ ”ابھی اپنا پورا تعارف کرواتا ہوں بیٹا۔“

اور عنبر نے اس کی گردن کو پکڑ کر دو انگلیوں سے اس کی ایک رگ اس طریقے سے دبائی کہ وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ عنبر اسے گھسیٹ کر درختوں کے نیچے جہاں اندھیرا تھا لے گیا اور اس کے کپڑے اتار کر خود پہن لئے۔ وہ

پورا بیرا بن گیا۔ اس نے طشت ہاتھ میں اٹھایا اور سیڑھیاں چڑھ کر برآمدے میں سے ہوتا ہوا ہال کمرے میں داخل ہو گیا۔ ہال روشنیوں سے جگمگا رہا تھا۔ سارے کے سارے مہمان لال لال چہروں والے انگریز تھے۔ ان میں گوری گوری میمیں یعنی انگریز عورتیں بھی تھیں۔ دعوت ہو رہی تھی۔ لوگ کھا پی رہے تھے۔ ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ عنبر جیسے کئی بیرے طشت لئے ادھر اُدھر گھوم پھر کر مہمانوں کو کھانے پینے کی چیزیں دے رہے تھے۔ ایک لمبی میز پہ پھل، مٹھائیاں اور کبابوں کے تھال سجے ہوئے تھے۔ شربت کی بوتلیں بھی تھیں۔ عنبر نے اپنے طشت میں پھل، مٹھائیاں اور شربت کے گلاس رکھے اور انگریز مہمانوں میں چل پھر کر خاطر مدارات کرنے میں لگ گیا۔

مگر اس کی تیز نگاہیں گورنر فریزر کو تلاش کر رہی تھیں۔ اس نے اس کی شکل نہیں دیکھی تھی۔ ایک ہندوستانی بیرے سے اس نے پوچھا۔

”کیوں میاں! گورنر بہادر کون ہے یہاں؟“

بیرے نے چونک کر عنبر کو دیکھا اور کہا۔

”گنوار معلوم ہوتے ہو۔ کیا آگرہ سے آئے ہو؟ میاں گورنر وہ بیٹھا ہے سامنے کم خواب کے کاؤچ پر۔“

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے دیکھا۔ ایک ادھیڑ عمر کا آدمی جس کے گال اندر کو دھنسے ہوئے تھے اور آنکھوں میں حلقے تھے۔ دبلا پتلا جسم تھا۔ بڑی شاندار وردی پہنے ٹانگیں قالین پر پھیلائے کاؤچ پر بیٹھا مزے سے انگور کھا رہا تھا اور ہنس ہنس کر انگریز عورتوں سے باتیں کر رہا تھا۔ عنبر نے اس کی شکل غور سے دیکھ لی اور کام میں لگ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اس بدمعاش گورنر بہادر نے اس کی بیوی خانم کو اپنے گھر کے کسی کمرے میں بند کر رکھا ہوگا۔ گورنر اسی بنگلے میں رہتا تھا۔ عنبر نے گھوم پھر کر مکان کا جائزہ لینا شروع کیا۔

بنگلے کے کئی کمرے تھے۔ عنبر ایک طرف گیا تو وہاں ایک ہندوستانی عورت پہرہ دے رہی تھی۔ عنبر نے اس سے مسکرا کر بات کی اور اسے کھانے کو مٹھائی اور پھل دیئے۔ پھر باتوں ہی باتوں میں اس سے پوچھا کہ وہ وہاں کیوں کھڑی ہے۔

عورت نے کہا۔ "گورنر بہادر کا زنان خانہ اندر ہے میں یہاں پہرہ دے رہی ہوں۔"

عنبر نے کہا۔ "بڑی خوش قسمت ہو بی بی جو انگریز عورتوں میں رہتی ہو۔ گوری گوری میمیں روز دیکھتی ہو۔"

عورت نے منہ بنا کر کہا:

"ارے میاں! یہاں تو گوری میمیں دو ایک ہی ہیں۔ باقی تو سب کالی کلوٹی ہندوستانی عورتیں ہیں جنہیں انگریز گورنر بہادر نے گھر میں ڈال رکھا ہے۔"

عنبر بولا:

"اچھا —— مگر میں نے تو سنا ہے کہ گورنر بہادر جس عورت کو گھر میں ڈالتا ہے وہ بڑی خوبصورت ہوتی ہے۔"

عورت کہنے لگی:

"خوبصورت عورت تو بس ایک کہاری ہے، جسے گورنر بہادر آج ہی لائے ہیں۔ کیا کہوں۔ بس چاند کا ٹکڑا ہے۔"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ اسی کی بیوی کی بات کر رہی ہے۔ کہنے لگا:

"کیا وہ بھی اسی زنان خانے میں ہے؟"

"ارے کہاں۔ جب گورنر بہادر کسی نئی عورت کو پکڑ کر لاتا ہے تو اسے بنگلے کے پچھواڑے قید خانے میں کچھ دن رکھتا ہے۔ وہاں تو مرد پہرہ دیتے ہیں ——

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہاں — لاؤ تھوڑی سی مٹھائی اور کھلاؤ۔"

"لو بڑی بی اور کھاؤ۔"

اور عنبر نے مٹھائی کا تھال بڑی بی کے آگے کر دیا۔ دل میں سوچ رہا تھا کہ بنگلے کے پچھواڑے والے کمرے میں کیسے جایا جائے۔

عنبر انگوٹھی میں اتر گیا

پارٹی کی رونق خوب زوروں پر تھی۔

عنبر موقع نکال کر بنگلے کے پیچھے آ گیا۔ یہاں درختوں کے نیچے کچھ پکی کوٹھڑیاں بنی ہوئی تھیں۔ ان میں سے ایک کوٹھڑی کے باہر دو انگریز گورے پہرہ دے رہے تھے۔ عنبر بلا جھجک مٹھائیوں کا تھال لئے ان کے پاس چلا گیا۔

"صاحب بہادر! مٹھائی کھائے گا؟"

"او ویل ادھر لاؤ کالا آدمی۔ ہم مٹھائی شوق سے کھاتا۔"

عنبر نے تھال ان کے سامنے رکھ دیا۔ دونوں گوروں نے اپنی بندوقیں زمین پہ رکھ دیں اور مزے لے لے کر گلاب جامن کھانے لگے۔ یہ ان کی زندگیوں کے آخری گلاب جامن تھے۔ کیونکہ اس کے بعد ان کا اس دنیا سے دانہ پانی اٹھنے والا تھا۔ عنبر نے دونوں بندوقیں اٹھا کر جلدی سے پرے پھینک دیں۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

تھا کہ کسی قسم کا شور پیدا ہو۔ گورے ایک دم ہوشیار ہو گئے۔ انہوں نے عنبر کو وہیں دبوچ لیا۔ یہی عنبر کی سکیم تھی کہ وہ دونوں اکٹھے اس کے قریب آ جائیں۔ جب وہ عنبر کے اوپر آ گئے تو عنبر نے بڑے آرام سے ان کی گردنوں کو دبانا شروع کر دیا۔ گوروں نے بہت ہاتھ پاؤں مارے کہ کسی طرح عنبر کے چنگل سے نکل جائیں مگر بھلا ان میں اتنی طاقت کہاں تھی کہ عنبر کی گرفت سے نکل سکتے۔ ان کی آنکھیں باہر کو آنے لگیں۔ چہرے اور زیادہ سرخ ہو گئے۔ منہ کھل گئے اور پھر وہ دونوں دم گھٹنے سے مر گئے۔

عنبر نے ان کی لاشوں کو بھی گھسیٹ کر درختوں کے نیچے ڈال دیا اور قید خانے کی کوٹھڑی میں جھانک کر دیکھا۔ اندھیرے میں اسے اپنی بیوی خانم کونے میں سر جھکائے بیٹھی نظر آئی۔

عنبر نے کہا: "خانم! گھبراؤ نہیں۔ میں ابھی تمہیں آزاد کرا کر اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔"

"شرفو! میرے سرتاج!" اس کی بیوی نے چیخ کر کہا۔

"بس کچھ دیر خاموش بیٹھی رہو۔ میں ابھی واپس آ رہا ہوں۔"

عنبر صرف یہی دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی بیوی خیریت سے

ہے کہ نہیں۔ اصل میں اس نے کچھ اور ہی سکیم سوچ رکھی تھی عنبر واپس اس ہال کمرے میں آ گیا۔ جہاں گورنر بہادر اپنے انگریز دوستوں اور گوری گوری عورتوں کے ساتھ بیٹھا ہنسی مذاق میں مشغول تھا۔ اس کے دائیں جانب ایک بڑی خوبصورت گول مٹول گھنگھریالے بالوں والی ایک لڑکی بیٹھی تھی۔ عنبر کو ایک ہندوستانی بیرے نے بتایا کہ یہ گورنر کی لڑکی ایلس ہے۔

یہ سن کر عنبر واپس بنگلے کے پچھواڑے آ گیا۔ اس نے قید خانے کی کوٹھڑی کا دروازہ توڑا اور اپنی بیوی خانم کو نکال کر ایک گھوڑے پہ بٹھا کر کہا۔

"خانم بی بی! سیدھی اپنے گاؤں پہنچو اور گھر میں جا کر بیٹھ رہو اور میرا انتظار کرو۔"

خانم نے عنبر کا بازو پکڑ کر کہا۔

"شرفو! تم کہاں جا رہے ہو۔ خدا کے لئے تم بھی میرے ساتھ چلو۔"

عنبر نے کہا۔ "خانم! میں نے تمہیں تو آزاد کرا لیا ہے۔ اب میں گورنر سے انتقام لینے جا رہا ہوں۔ تم گاؤں پہنچو۔"

اور عنبر نے گھوڑے کو زور سے ہاتھ مارا۔ گھوڑا خانم کو لے کر بگٹٹ دوڑنے لگا۔ عنبر کو معلوم تھا کہ خانم کو نہ صرف گھر کا راستہ آتا ہے بلکہ وہ گھوڑ سواری بھی کر لیتی ہے۔ اس

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

زمانے میں تقریباً ہر عورت گھوڑے کی سواری کر لیا کرتی تھی کیونکہ اس زمانے میں یہی ایک سواری ہوا کرتی تھی۔

عنبر ایک بار پھر ہال کمرے میں آگیا۔ اب پارٹی ختم ہو رہی تھی اور مہمان گورنر بہادر سے ہاتھ ملا کر رخصت ہو رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں سب مہمان چلے گئے۔ اب وہاں صرف گورنر بہادر، اس کی بیٹی اور کچھ انگریز فوجی رہ گئے۔ جنہوں نے تلواریں اور پرانے زمانے کے پستول لٹکا رکھے تھے۔ وہ گورنر بہادر کے پاس کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ بیرے چیزوں کو سمیٹ رہے تھے۔ گورنر کی بیٹی ایک میز کے پاس کھڑی تھال میں سے کباب اٹھا کر چکھ رہی تھی۔

وہ انگریز فوجی افسر بھی چلے گئے اور گورنر بہادر اپنی بیٹی کو لے کر اپنی رہائش گاہ کی طرف بڑھا۔ عنبر اسی وقت کا انتظار کر رہا تھا۔ اس نے تھال میز پر رکھ کر اپنی ٹوپی اتار کر پرے پھینک دی اور گورنر بہادر بدمعاش فرنگی فریڈ کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ گورنر حیران ہوا کہ اس کالے ہندوستانی کی یہ ہمت کہ میرے راستے میں آکر کھڑا ہو۔

اس نے کڑک کر کہا۔ "تم کون ہو؟"

عنبر نے بڑے سکون سے کہا۔ "تمہاری موت۔"

گورنر نے تلوار نکال لی اور عنبر پر ایک بھرپور ہاتھ مارا۔

عنبر اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ تلوار اس کی پیشانی پر لگی اور آدھی ٹوٹ کر نیچے گر پڑی۔ گورنر نے پہلے اپنی ٹوٹی ہوئی تلوار کو اور پھر عنبر کے سر کو دیکھا۔ اس کی بیٹی کے منہ سے چیخ نکل گئی۔ چیخ کی آواز سن کر ہندوستانی بیرے اور کچھ انگریز پہرے دار ادھر کو بھاگے۔ گورنر نے پستول نکال کر عنبر پر دو فائر کیے۔ پستول میں صرف دو ہی فائر بھرے ہوئے تھے۔ دونوں فائروں کی گولیاں عنبر کے چہرے پر لگیں اور پھر اڑ کر دور جا گرے اور عنبر کو کچھ نہ ہوا اور وہ اپنی جگہ پر بڑے سکون کے ساتھ کھڑا رہا۔

گورنر اور دوسرے فوجی حیران ہو کر عنبر کو دیکھ رہے تھے۔ گورنر نے چیخ کر کہا۔

"اس کالے سؤر کو گرفتار کر کے پھانسی پر لٹکا دو۔"

چار انگریز گورے سپاہی سنگینیں نکال کر عنبر کی طرف بڑھے انہوں نے عنبر کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تو عنبر نے ان کی سنگینیں چھین کر توڑ کر پھینک دیں اور پھر باری باری ان سب کو گردنوں سے پکڑ کر اتنی زور اور غصے کے ساتھ اوپر کو اچھالا کہ وہ اوپر چھت سے جا کر ٹکرائے اور ایک دھماکے کے ساتھ نیچے گرے اور ان کی ہڈی پسلی ایک ہو گئی اور وہ فرش سے پھر نہ اٹھ سکے۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

گورنر کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کوئی انسان ہے یا جادوگر۔ عنبر نے آگے بڑھ کر سہمی ہوئی گورنر کی بیٹی کو بازو سے پکڑا۔ وہ چیخیں مارنے لگی۔ عنبر اسے کھینچتا ہوا باہر لے جانے لگا تو گورنر اس پر ٹوٹ پڑا۔ عنبر نے ایک ہاتھ سے اسے ایسا دھکا دیا کہ گورنر چھ میزوں سے ٹکراتا ہوا، ساتویں میز کے ساتھ الٹ کر آٹھویں میز کے نیچے جا گھسا۔

عنبر نے گرج کر کہا۔ "سنو بدمعاش انگریز گورنر! تم نے میری بیوی خانم کو اس کے گھر سے اغوا کیا تھا۔ میں تمہاری بیٹی کو تمہارے گھر سے اغوا کر کے لئے جا رہا ہوں۔ اگر ہمت ہے تو اپنی ساری فوج سے کہو کہ مجھے پکڑے۔"

عنبر نے انگریز گورنر کی بیٹی کو اٹھا کر کندھے پر ڈالا اور باہر آ گیا۔ باہر کئی گھوڑے کھڑے تھے۔ عنبر پر وہاں جتنے فوجی تھے انہوں نے تلواروں اور گولیوں سے حملہ کر دیا۔

عنبر نے گورنر کی بیٹی کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"مجھے کچھ نہیں ہو گا۔ تم نے دیکھ لیا ہے۔ لیکن تمہاری گولیوں اور تلواروں سے گورنر کی بیٹی ہلاک ہو جائے گی۔"

گورنر گرتا پڑتا کپڑے جھاڑتا برآمدے میں آ کر یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر فوجیوں سے کہا۔

"رک جاؤ۔ حملہ مت کرو۔"

عنبر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ گورنر کی بیہوش بیٹی کو اس نے گھوڑے پر اپنے آگے ڈال لیا اور بلند آواز میں گورنر سے کہا:

"سنو انگریز بدمعاش! میرا نام شرفو ہے اور میں دلی سے باہر کمہاروں کی بستی میں رہتا ہوں۔ وہاں آ کر میری بیوی کے پاؤں پڑ کر سب کے سامنے معافی مانگنا اور اپنی بیٹی لے جانا۔"

اور اس کے ساتھ ہی عنبر نے گھوڑے کو زور سے ایڑی ماری۔ گھوڑا اچھلا۔ دونوں ٹانگیں اوپر کر کے ہنہنایا اور پھر ایک طرف کو دوڑ پڑا۔ گورنر اور دوسرے فوجی ہکا بکا کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ ایک فوجی نے آگے بڑھ کر حکم دیا کہ ڈاکو کا پیچھا کر کے اسے گرفتار کیا جائے۔ گورنر نے ہاتھ کے اشارے سے اسے منع کر دیا۔ دوسرے فوجی نے مشورہ دیا کہ کمہاروں کی بستی کو گولا باری کر کے تباہ کر دیا جائے۔

گورنر نے کہا۔ "میری بیٹی کے ہلاک ہو جانے کا خطرہ ہے۔"

گورنر سوچ میں پڑ گیا۔ پھر اس نے گھوڑا منگوایا۔ اس پر نئی تلوار لگا کر سوار ہوا اور سپاہیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے پیچھے رہیں اور گھوڑے کو دوڑاتا ہوا کمہاروں کی بستی کی طرف روانہ ہو گیا۔ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی۔ کہ عنبر انگریز گورنر کی بیٹی ایلس کو لے کر اپنے گھر میں داخل

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

ہوا۔ اس کی بیوی خانم پہلے ہی وہاں پہنچ چکی تھی۔ وہ بچوں کو لئے چار پائی پر لیٹی اپنے خاوند کا انتظار کر رہی تھی۔ عنبر کے ساتھ ایک انگریز لڑکی کو دیکھ کر اس نے حیران ہو کر پوچھا۔ "یہ کون ہے شرفو؟"

"گورنر کی بیٹی۔"

"اسے کیوں لے آئے ہو؟"

"تمہارے اغوا کا بدلہ لینے کے لئے۔"

ایلس بے ہوش تھی۔ اسے چارپائی پر ڈال دیا گیا۔ اسے ہوش آیا تو اس نے شور مچانا شروع کر دیا۔ سارا گاؤں جاگ پڑا۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ شرفو یعنی عنبر گ بہادر کی لڑکی کو اٹھا لایا ہے تو وہ تھر تھر کانپنے لگے۔

"اب اس گاؤں کی خیر نہیں۔ ہم سب پھانسی پر لٹکا دیئے جائیں گے۔"

عنبر نے کہا: "گھبراؤ نہیں بھائیو۔ یہ سب کچھ میں تمہارے گاؤں کی اور تمہاری عزت بحال کرنے کے لئے کیا ہے۔ گورنر خود تم سب سے آ کر معافی مانگے گا۔"

بھلا اس بات پر کون اعتبار کر سکتا تھا۔ گورنر کی چاروں دہشت پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ظلم سے سبھی کانپتے تھے۔ ان میں سپاہیوں نے گاؤں کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا۔

دیہاتی اپنے اپنے گھروں میں گھس گئے۔ گورنر گھوڑے پر سوار شرفو یعنی عنبر کے مکان کے سامنے آ کر رک گیا اور عنبر کو آواز دی۔

"میری بیٹی کو میرے حوالے کر دو۔ نہیں تو میں گاؤں کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا۔"

عنبر باہر آ گیا۔ کہنے لگا۔ "بدمعاش آدمی! تم جانتے ہو کہ تمہاری بیٹی میرے پاس ہے اور میں مر نہیں سکتا۔ اگر تم نے گاؤں کو تباہ کیا تو میں تمہاری بیٹی کو بھی زندہ نہیں چھوڑوں گا۔"

گورنر نے کہا۔ "تم کیا چاہتے ہو؟"

عنبر بولا۔ "میری بیوی اور سارے گاؤں والوں سے اپنے گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ سے وعدہ کرو کہ تم خلقِ خدا کو تنگ نہیں کرو گے۔"

گورنر گھوڑے سے اتر پڑا۔ قدم قدم چلتا عنبر کے پاس آیا۔ اندر سے اس کی بیٹی نے چیخ مار کر کہا۔ "ڈیڈی!"

گورنر نے جوش میں آ کر تلوار کھینچ لی اور دروازے کی طرف بڑھا۔ عنبر نے اسے کلائی سے پکڑ کر اوپر اچھال دیا۔ انگریز گورنر ہوا میں اچھلا اور اس کا سر درخت کی ٹہنیوں سے ٹکرایا اور نیچے گرا۔ اتنی طاقت گورنر نے کبھی کسی انسان میں نہیں دیکھی تھی۔ ہوشیار اور مکار آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ وہ طاقت کے ساتھ عنبر کا مقابلہ نہیں کر سکے گا۔ زمین پر سے وردی جھاڑتا ہوا

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اٹھا اور عنبر سے کہنے لگا۔

"میں تمہاری بیوی اور گاؤں والوں سے معافی مانگتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ ایسی حرکت نہیں کروں گا۔"

عنبر نے بلند آواز سے سارے گاؤں والوں کو بلا لیا اور کہا۔ "سنو بھائیو! تمہارا انگریز گورنر کیا کہہ رہا ہے۔ ہاں اے گورنر بہادر! کہو۔ پھر کہو۔"

گورنر نے کہا۔ "میں تمہاری بیوی سے معافی مانگتا ہوں۔ سارے گاؤں والوں سے معافی مانگتا ہوں اور وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ سے ایسی حرکت نہیں ہوگی۔ بس!"

گاؤں والے اس کایا پلٹ پر ششدر رہتے۔ کہاں ظالم انگریز گورنر اور کہاں وہ غریب کمہاروں کے سامنے مجرموں کی طرح کھڑا سب سے معافی مانگ رہا تھا۔ عنبر نے کہا۔

"بھائیو! تمہاری تسلی ہو گئی ہے کیا؟"

سب نے یک زبان ہو کر کہا۔ "ہاں شرفو! ہماری تسلی ہو گئی۔"

عنبر نے گورنر کی طرف دیکھ کر کہا۔ "اب تم اپنی بیٹی کو لے جا سکتے ہو۔"

عنبر نے گورنر کی بیٹی ایلس اس کے حوالے کی اور کہا۔

"اپنا وعدہ یاد رکھنا اور رعایا کو تنگ نہ کرنا۔ نہیں

تو میں اسی گاؤں میں تمہاری خبر لینے کے لئے موجود ہوں گا۔"

انگریز گورنر نے کھا جانے والی نظروں سے عنبر کو دیکھا۔ مگر وہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی کو گھوڑے پر بٹھایا اور وہاں سے نکل گیا۔ گورنر کے جاتے ہی گاؤں کے آدمیوں نے عنبر کو گھیر لیا۔ وہ اس کی بہادری کی تعریف کرنے لگے۔ بڑے بوڑھوں نے کہا کہ شرفو کی اب خیر نہیں۔ انگریز بہادر اسے قتل کروا دے گا۔ شرفو کو یہاں سے کہیں باہر چلے جانا چاہیئے۔ مگر عنبر نے کسی کی بات پر دھیان نہ دیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ انگریز گورنر کی پوری فوج بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔

وقت گزرتا گیا۔ عنبر کی بیوی بوڑھی ہوتی چلی گئی۔ بچے جوان ہوتے گئے مگر عنبر ویسے کا ویسا ہی رہا۔ اس کی بیوی اور گاؤں والے بھی حیران تھے کہ عنبر اسی طرح جوان کا جوان کیسے ہے؟ آخر اس کی بیوی بوڑھی ہو کر فوت ہو گئی۔ عنبر نے جن بچوں کو پال پوس کر بڑے کرنے کا عہد کیا تھا۔ وہ اب بڑے ہو گئے تھے۔ وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو گئے تھے۔ اور خود کما کر کھاتے تھے۔ اب انہیں عنبر کی مدد کی ضرورت نہیں تھی۔ ایک لڑکی کی عنبر نے برادری میں شادی کر دی اور بڑا لڑکا دولت کمانے۔ دوسرے ملک چلا گیا۔ عنبر آزاد تھا۔

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اب وہ ماریا، ناگ اور کیٹی کی تلاش میں ان سے ملنے کے لئے روانہ ہو سکتا تھا۔ یہ زمانہ ۱۸۵۷ء کا تھا۔ یعنی دلی میں غدر شروع ہونے ہی والا تھا اور قلعے کے تخت پر مغل خاندان کا آخری بوڑھا اور کمزور بادشاہ بہادر شاہ ظفر بیٹھا تھا اور پھر ایک دن دلی شہر میں لوٹ مار اور قتل شروع ہو گیا۔ لوگوں نے انگریزوں کو چن چن کر مارنا شروع کر دیا۔ بادشاہ نے شہر کے دروازے بند کر دینے کا حکم دے دیا۔ مگر جو انگریز بچ کر قلعے میں پہنچ گئے پہنچ گئے۔ باقی راستے میں ہی مار دیئے گئے۔ عنبر ابھی تک شہر میں تھا۔

وہ ایک دن پرانی مسجد میں سے نکل کر شہر کی طرف جا رہا تھا۔ جولائی کا مہینہ تھا۔ آسمان پر بادل چھا رہے تھے۔ دن کا وقت تھا۔ شہر کے مکان بالکل سامنے تھے کہ ایک بنگلے میں سے نکل کر ایک انگریز عورت بھاگتی ہوئی اس کی طرف آئی اور بولی ۔" مجھے بچاؤ۔ مجھے بچاؤ۔"

اس کے پیچھے چھ سات ہندو تلواریں اٹھائے دوڑے آ رہے تھے۔ عنبر نے اس عورت کو اپنے پیچھے کر لیا اور ہندوؤں سے کہا ۔" اس کی ناحق جان نہ لو۔ یہ عورت ہے۔ اس پر رحم کرو۔"

ایک ہندو بولا ۔" ارے رامو! اس کو بھی مار ڈال دے۔"

اور رامو تلوار لئے عنبر کی طرف بڑھا۔ تھوڑی ہی دیر بعد وہاں تین ہندوؤں کی لاشیں پڑی تھیں اور باقی بھاگ گئے تھے۔ عنبر نے انگریز عورت سے پوچھا کہ وہ کہاں جانا چاہتی ہے۔ اس نے کہا:

"میرے گھر کے سارے لوگ قلعے میں پناہ لے چکے ہیں۔ پلیز مجھے بھی وہاں چھوڑ آؤ۔ نہیں تو شہر کے لوگ میری تکا بوٹی کر دیں گے۔"

عنبر نے کہا ۔" فکر نہ کرو بہن۔ میں تمہیں قلعے میں پہنچا دوں گا۔"

قریب ہی دھوبیوں کے کچھ مکان تھے۔ جن کے باہر دھوبی گھاٹ بنی ہوئی تھی۔ عنبر کو معلوم تھا کہ اس انگریز عورت کو اگر وہ اکیلا اس حالت میں لے کر قلعے کی طرف گیا تو راستے میں کئی بار ان پر حملہ ہوگا اور کہیں ایسا نہ ہو کہ انگریز عورت اس کی بے خبری میں ہلاک کر دی جائے۔ وہ انگریز عورت کو لے کر ایک دھوبی کے مکان میں آ گیا۔ یہ ایک مسلمان دھوبی کا مکان تھا۔ عنبر نے یہاں انگریز عورت کو ولایتی کپڑے اتار کر دھوبنوں کے کپڑے پہنا دیئے۔ اس کے بازوؤں، چہرے اور گردن پر کالک مل کر ہندوستانی عورتوں کی طرح اس کا رنگ کالا کر دیا اور پھر

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

اسے لے کر قلعے کی طرف بڑھا۔

راستے میں غنڈوں کے چھ سات جتھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے اسے ملے۔ کسی نے عنبر اور کالی دھوبن کی طرف دھیان نہ دیا۔ وہ تو صرف انگریزوں کو ہلاک کرنا چاہتے تھے۔ انگریز عورت کالی دھوبن کے روپ میں اندر سے خوف کے مارے کانپ رہی تھی۔ قلعہ جب تھوڑی دور رہ گئے تو ایک گلی کے موڑ پر چند پوربی ہندو کھڑے تھے۔ تلواریں ان کی ڈھالوں میں لگی تھیں اور پوریاں کھا رہے تھے۔ دھوبن کو دیکھ کر ایک پوربی ہنس کر بولا۔

"ارے یہ تیری جورو جا رہی ہے رے کلو!"

وہ دھوبن کے پاس آ گئے اور اس سے مذاق کرنے لگے۔

عنبر نے کہا۔ یہ میری ہمسائی ہے۔ میں اسے اس کے گھر چھوڑنے جا رہا ہوں۔ اسے تنگ نہ کرو۔"

پوربی قہقہے لگانے لگے اور عنبر سے مذاق شروع کر دیا۔

"ارے تو کون ہے رے سانسی کی اولاد؟"

کسی نے عنبر کا کرتا کھینچا۔ کسی نے اسے دھکا دے دیا۔ باقی انگریز عورت پر ٹوٹ پڑے۔ عورت کے منہ سے انگریزی میں نکل گیا۔ "ہیلپ - ہیلپ می۔"

پوربی چونکے۔ "ارے! یہ تو فرنگن ہے۔"

اور پھر انہوں نے انگریز عورت کے منہ پر ہاتھ پھیرا

تو کالک اتر گئی۔ عنبر انگریز عورت کے آگے آ گیا۔ پوربی عنبر کو ہلاک کرنے کے لئے آگے بڑھے تو عنبر نے ان کو باری باری گریبانوں سے پکڑ کر پیچھے کو ایسے زور سے دھکے دیئے کہ ان کے سر دیواروں سے ٹکرا کر پھٹ گئے۔ دو پوربی عنبر کی زبردست طاقت سے ڈر کر بھاگ گئے۔ ایک تلوار کھینچ کر عنبر کی طرف آیا۔ عنبر کے ہاتھ میں کچھ نہیں تھا۔ اس نے تلوار ماری۔ عنبر نے وار ہاتھ پر روکا۔ پھر تلوار کو پکڑ کر اپنی طرف جھٹکا دیا تو پوربی کا سر سامنے والی دیوار کے ساتھ ایسا جا کر لگا کہ وہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ انگریز عورت عنبر کی طاقت پر حیران ہو رہی تھی۔ عنبر نے اسے ساتھ لیا اور وہاں سے بھاگا۔ اسے خطرہ تھا کہ کہیں اس عورت پر کوئی دور سے نیزہ نہ پھینک دے۔ وہ عورت کو لے کر قلعے میں داخل ہو گیا اور بولا۔

"اب تم محفوظ ہو۔ یہاں تمہیں کوئی کچھ نہیں کہے گا۔ میں یہاں سے واپس جا رہا ہوں۔"

انگریز عورت نے اپنی ایک انگوٹھی اتار کر عنبر کو دیتے ہوئے کہا:

"میرے بھائی! تم نے میری جان اور میری عزت بچائی۔ یہ میری طرف سے میری نشانی قبول کرو۔ یہ تمہیں میری یاد دلایا کرے گی۔"

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

عنبر نے انگوٹھی لے کر انگلی میں پہن لی۔ انگوٹھی چاندی کی تھی اور اس میں سرخ رنگ کا عقیق جڑا ہوا تھا۔

انگریز عورت نے کہا۔ "یہ انگوٹھی مجھے کوہ ہمالیہ کے ایک درویش نے دی تھی۔ چاندنی رات میں اگر تم اس انگوٹھی کے نگینے کو ہاتھ سے رگڑ کر دیکھو گے تو تمہیں اس میں سے بہت کچھ نظر آئے گا۔ اچھا خدا حافظ!"

اور انگریز عورت قلعے کے اندر چلی گئی۔

عنبر نے انگوٹھی کو غور سے دیکھا اور پھر قلعے کی ڈیوڑھی سے نکل کر دریا کی طرف جانے والی سڑک پر روانہ ہو گیا۔ دریا پر آکر اسے دور کمہاروں کا وہ گاؤں نظر آیا۔ جہاں کچھ عرصہ پہلے اس کی بیوی خانم اپنے بچوں کے ساتھ رہا کرتی تھی۔ اور جس کی خوشی اور جس کے بچوں کے مستقبل کے لئے عنبر نے وہاں بارہ پندرہ سال بسر کئے تھے۔ دریا کے گھاٹ پر کشتی دریا پار جانے کے لئے کھڑی تھی۔ عنبر بھی دوسرے مسافروں کے ساتھ کشتی میں بیٹھ گیا۔

دریا کے پار جا کر عنبر ایک پرانے مقبرے کی بارہ دری میں بیٹھ گیا۔ اور ناگ، ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچنے لگا۔ کہ وہ کہاں ہوں گے۔ اس کا خیال تھا کہ ناگ اور کیٹی ابھی تک ملک ہندوستان میں ہی ہوں گے۔ اسے خبر ہی نہیں تھی کہ وہ اس سے ڈھائی ہزار سال پیچھے ملک بابل

میں پہنچ کر ماریا کو آزاد کرانے کے بعد گھوڑوں پر سوار کسی نا معلوم منزل کی طرف جا رہے ہیں۔

عنبر اپنے خیالوں میں ایسا گم ہوا کہ اسے پتہ ہی نہ چلا اور شام کا اندھیرا چاروں طرف پھیل گیا۔ اس نے شہر کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھا کہ کہیں کہیں آگ لگ رہی تھی۔ شہر میں غدر مچا ہوا تھا۔ اس غدر یا جنگ آزادی میں سینکڑوں لوگ مارے گئے تھے۔ یہ ایک بہت بڑا تاریخی واقعہ تھا۔ عنبر نے شام کے ہلکے اندھیرے میں چھ سات گھوڑ سواروں کو دریا کے ساتھ ساتھ شہر کی طرف گھوڑے دوڑا کر جاتے دیکھا۔ عنبر نے اس طرف کوئی خاص دھیان نہ دیا۔ اس کا ذہن ناگ، ماریا اور کیٹی کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ اسی طرح رات ہو گئی۔ شہر کی طرف سے آگ کے شعلے صاف نظر آنے لگے۔ آسمان پر تھوڑی دیر کے بعد چاند نکل آیا۔ اور اس کی چاندنی آہستہ آہستہ کھیتوں، دریا اور میدانوں پر پھیلنے لگی۔

اچانک عنبر کو خیال آیا کہ انگریز عورت نے اسے جو انگوٹھی دی تھی اس کے بارے میں کہا تھا کہ چاندنی رات میں اگر وہ اسے ہاتھ سے رگڑے گا تو اسے اس کے اندر بہت کچھ نظر آئے گا۔ عنبر نے سوچا کہ اس انگوٹھی کے نگینے میں کیا نظر آ سکتا ہے؟ کیا اسے ماریا اور ناگ نظر آ سکتے ہیں؟

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

یہ سوچ کر عنبر نے انگوٹھی والی انگلی اوپر اٹھا کر اس کے نگینے کو غور سے دیکھا۔ چاندنی میں سرخ نگینہ چمک رہا تھا۔ عنبر نے دوسرے ہاتھ سے اسے زور زور سے رگڑا اور پھر آنکھیں نگینے پر لگا دیں کہ خدا جانے اسے اس میں سے کیا نظر آتا ہے۔ مگر نگینہ اسی طرح چمک رہا تھا۔ اسے کچھ بھی نہ نظر آیا۔ عنبر نے خیال کیا کہ اس عورت نے ضرور اس کے ساتھ مذاق کیا ہے۔ اس کے باوجود عنبر نے ایک بار پھر انگوٹھی کے نگینے کو ہاتھ سے رگڑ کر پھونک مار کر دیکھا تو اسے کچھ دھندلے دھندلے سائے سے نظر آئے۔ وہ ہوشیار ہو کر بیٹھ گیا۔ اور اس نے جھک کر بڑی توجہ سے آنکھیں نگینے پر گاڑ دیں۔ نگینے میں جو سائے دکھائی دے رہے تھے وہ بڑے دھندلے تھے اور انسانی سائے تھے۔ انہوں نے لمبے کوٹ پہن رکھے تھے اور چھتریاں کھول رکھی تھیں۔ عنبر نے اور زیادہ نظر لگا کر دیکھا کہ وہ ایک بازار کا منظر تھا جہاں بارش ہو رہی تھی اور لوگ چھتریاں لگائے تیز تیز گزر رہے تھے۔ سردی کی وجہ سے انہوں نے گرم ہیٹ اور گلے کے گرد مفلر پیٹے ہوئے تھے۔ عنبر کو یہ انیسویں صدی کا انگلینڈ لگ رہا تھا۔ وہ ناگ اور ماریا کے ساتھ ایک بار انیسویں صدی کے انگلستان میں سے گزر چکا تھا۔

اس کی نظریں انگوٹھی کے نگینے پر لگی تھیں۔ سائے دھندلے

ہی تھے۔ اچانک فلم کی طرح سین بدل گیا۔ اب ایک کمرہ تھا جو کسی سائنس دان کی لیبارٹری لگتی تھی۔ الماریوں میں شیشے کی نازک بوتلیں لگی تھیں۔ سفید سنگِ مرمر کی لمبی میز پر سپرٹ لیمپ جل رہا تھا جس کے اوپر شیشے کے مرتبان میں کوئی سبز رنگ کی دوا ابل رہی تھی۔ اس دوائی کی بھاپ شیشے کی مختلف نلکیوں میں سے گزرتی ہوئی آگے جا کر ایک چھوٹے سے شیشے کے گلاس میں پانی کے قطرے بن کر ٹپک رہی تھی۔ عنبر غور سے دیکھنے لگا۔ ایک آدمی لیبارٹری میں داخل ہوا۔ اس نے سفید لمبا کوٹ پہن رکھا تھا۔ ہاتھ میں کتاب کھلی تھی۔ وہ اسے دیکھ بھی رہا تھا۔ پروفیسر کا سر سفید بالوں والا تھا اور وہ بوڑھا آدمی لگتا تھا۔ کتاب کو دیکھ کر اس نے کوئی دوائی شیشے کے مرتبان میں ڈالی اور پھر کتاب بند کر کے شیشے کے گلاس کے پاس جا کر کھڑا ہو گیا جس میں دوائی کا عرق قطرہ قطرہ گر رہا تھا۔ جب گلاس آدھا ہو گیا تو اس نے سپرٹ لیمپ بجھا دیا۔ دوا کا عرق بننا بند ہو گیا۔ جو عرق شیشے کے گلاس میں پڑا تھا وہ اس نے غٹا غٹ پی لیا اور دونوں ہاتھوں سے منہ ڈھانپ کر باہر نکل گیا۔ اس کے بعد منظر پھر بدل گیا اور بارش میں ایک سنسان سی گلی نظر آئی۔ رات کا وقت۔ گلی کے کونے میں دور گیس کا ایک لیمپ روشن ہے۔ جس کی روشنی دس قدم سے آگے نہیں جا رہی۔ ایک عورت پاگلوں کی طرح بھاگتی ہوئی آ رہی ہے۔ وہ پیچھے دیکھ

COURTESY WWW.PDFBOOKSFREE.PK

کہ چیخ مارتی ہے اور دوسری گلی کے اندھیرے میں غائب ہو جاتی ہے۔ عنبر نظر لگا کر غور سے تکنے لگا کہ اس کے پیچھے کون لگا ہوا تھا۔ جس سے ڈر کر وہ چیختی چلاتی بھاگتی چلی آ رہی تھی۔

گلی کے کونے کے گیس لیمپ کے کھمبے کے پیچھے اندھیرے میں سے ایک عجیب و غریب شے باہر نکلتی ہے۔ پھر اچانک انگوٹھی کے نگینے پر ایسی لہریں آنا شروع ہو گئیں جیسی کبھی کبھار ہمارے ٹیلی ویژن سکرین پر آجاتی ہیں اور تصویر صاف دکھائی نہیں دیتی عنبر نے انگوٹھی کو ایک بار پھر رگڑا۔ مگر لائنیں اسی طرح آ رہی تھیں۔ عنبر نے جھنجلا کر کہا۔

"کم از کم مجھے یہ تو دکھا دے کہ وہ عجیب و غریب شے کیا تھی؟"

اتنا کہنا تھا کہ عنبر کی آنکھیں اپنے آپ بند ہو گئیں۔ اسے ایک اس قسم کا جھٹکا لگا جیسے کسی نے اسے اٹھا کر اوپر پھینک دیا ہو۔ اس نے آنکھیں کھولنے کی بہت کوشش کی مگر نہ کھول سکا۔ آنکھوں کے پپوٹے آپس میں جڑ گئے تھے اور کھلتے ہی نہیں تھے۔ پھر عنبر کو محسوس ہوا کہ وہ نیچے آ رہا ہے جیسے کوئی ہوا باز پیراشوٹ کے ذریعے نیچے اتر رہا ہو۔ پھر عنبر کو سردی کا احساس ہونے لگا۔ عنبر کے پاؤں زمین کے ساتھ لگ گئے اور اس کی آنکھیں اپنے آپ کھل گئیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ وہ اسی کھمبے کے پاس کھڑا ہے۔ جس کے اوپر گیس کا لیمپ

جل رہا ہے اور جس کے پیچھے سے ابھی ابھی ایک پر اسرار شے نکلی تھی۔ یا خدا یہ کیا کرامات ہے؟ عنبر نے سوچا۔ اس انگریز عورت کی انگوٹھی نے کمال کر دیا تھا۔ عنبر ۱۸۵۷ء کے ہندوستان سے نکل کر فضاؤں میں اڑتا ہوا آن کی آن میں ۱۸۵۰ء کے انگلستان کے شہر لندن کی سرد، ویران، پراسرار اور خونی گلیوں میں آگیا تھا۔ ہلکی ہلکی بارش ہو رہی تھی۔ اس نے ارد گرد دیکھا۔ وہ عجیب و غریب چیز کہیں نظر نہ آئی۔ عنبر اس طرف چلا جدھر ایک عورت چیختی ہوئی بھاگ کر گئی تھی۔

○

وہ عجیب و غریب مخلوق کون تھی جو عنبر کو انگوٹھی میں دکھائی دی تھی؟

عنبر کی ناگ، ماریا اور کیٹی سے کیسے ملاقات ہوئی؟

ناگ، ماریا اور کیٹی ملک بابل سے نکل کر کس مشکل میں پھنسے؟ اور عنبر کے ساتھ انیسویں صدی کے پر اسرار خطرناک لندن میں کیا گزری؟ یہ آپ اگلی قسط دیوی روشنک کے اژدھا میں پڑھیے گا۔ آج ہی اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔